

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

# تاجدار بنو هاشم

تصنیف

﴿محمد یسین اجمل چشتی﴾

نام کتاب : تاجدار بنو ہاشم  
 مصنف : محمد یسین اجمل چشتی  
 کمپوزنگ : محمد حنان قادری  
 پروف ریڈنگ : علی اجمل چشتی  
 سرورق : محمد ندیم

سن اشاعت : 2024

ناشر : گوشہ درود و سلام آفیسرز کالونی نزد گٹ والا کمرشل ہب فیصل آباد پاکستان

رابطہ : 0342-6347923

E-mail:- letsmailaliahsan@gmail.com

Facebook:- Gosha e Darood

## فہرست

نمبر شمار	موضوع	صفحہ نمبر
1	مصنف کا تعارف	7
2	المقدمہ	13
3	حرفے چند	17
4	سید الشہد اکے بارگاہ میں مناقب اجمل مع عربی ترجمہ	20
5	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت اور نسب مبارک	24
6	اسم گرامی اور القاب مبارکہ	25
7	ازواج و اولاد	27
8	عادات و مشاغل	28
9	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام	29
10	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اثرات	34
11	قبول اسلام پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلام	37
12	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	40
13	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت	44

14	غزوات	46
15	سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی جنگِ یوئی کے جوہر	56
16	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت	58
17	جسدِ اطہر کی بے حرمتی	60
18	سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم و اندوہ	60
19	حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا صبر	61
20	سید الشہداء کے حق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں	63
21	نہمازِ جنازہ تکفین و تدفین	64
22	سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات	65
23	شہدائے احد کی قبور کی زیارت کا نبوی معمول	69
24	سید الشہد اور شہدائے احد کی بارگاہ میں اہل محبت کا سلام	70
25	سید الشہداء کی شان میں اصحابِ رسول کا نذرانہ عقیدت	73
26	سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا خراج تحسین	73
27	حضرت صفیہ بنت عبدالمطلبؓ کا نذرانہ عقیدت	76
28	شاعرِ دربارِ رسالت حضرت حسان بن ثابتؓ کا خراج عقیدت	77
29	سید الشہداء کی شان میں حضرت کعب بن مالکؓ کے اشعار	78
30	سید الشہداء کی شان میں حضرت عبداللہ بن رواحہؓ کے اشعار	80

81	اُحد سے لوٹتے ہوئے ہند بنتِ عتبہ کے اشعار	31
83	ہند بنتِ اثاثہؓ کا ہند بنتِ عتبہ کو جواب	32
84	سید الشہد اک کی بارگاہ میں مناقبِ اجمل	33

## انتساب

میں اپنی یہ کاوش بہ صد عجز و نیاز

شہدائے احد رضی اللہ عنہم

کی بارگاہ میں پیش کرتا ہوں جو اطاعت، وفاداری اور قربانی کی

لازوال مثال ہیں اور جو سلام کرنے والوں کو جواب بھی مرحمت

فرماتے ہیں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

محمد یسین اجل چشتی

## مصنف کا تعارف

محمد یلین اجل چشتی صاحب (بانی و سرپرست "گوشہ درود و سلام" و "درود محل" فیصل آباد، پنجاب، پاکستان) ایک نابغہ عصر شخصیت ہیں درحقیقت چمنستان دہر کو صدیوں بعد ہی ایسے دیدہ ورنصیب ہوتے ہیں، آپ ایک فقید المثال شاعر، جید خطیب اور صوفی باصفا ہیں۔ شاعری میں شعر عقیدت آپ کا خاص میدان ہے آپ نعت و مناقب گوئی میں خاص مقام رکھتے ہیں، آپ کی کبھی ہوئی نعتیں اور منقبتیں دنیا بھر میں سنی اور پڑھی جاتی ہیں۔ اب تک آپ کے کئی ایک شعری مجموعے شائع ہو چکے ہیں اور بہت سے مجموعے منتظر اشاعت ہیں۔ اتنی کامرانیوں کے باوجود آپ شہرت سے بیزار اور تعریف و توصیف کی حرص سے کوسوں دور ہیں اور یہ بلاشبہ آپ پر اللہ کریم کی رحمت خاص ہے، آپ سلاسل تصوف میں چشتی سلسلہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ شہنشاہ ہند حضرت خواجہ معین الدین چشتی سنجر رحمۃ اللہ علیہ کا آپ پر خاص لطف و کرم ہے اور آپ کو ان کے بحر فیضان سے خاص حصہ عطا ہوا ہے۔ آپ اسی فیضان کو تقسیم کرنے میں ہمہ دم مصروف عمل ہیں۔

چشتی سلسلے کے مشہور و معروف شاعر حضرت علامہ صائم چشتی صاحب وہ ہستی ہیں جنہوں نے نہ صرف آپ کو شاعری کی تعلیم دی، بلکہ صائم چشتی صاحب

رحمۃ اللہ علیہ نے ایک جوہری کی مانند آپ کے روحانی جوہر کو پہچان کر اس کی تراش خراش کر کے خوب جلا بخشی، گویا آپ کے روحانی معاملات بھی صائم چشتی علیہ الرحمۃ اللہ علیہ کی توجہ سے کھل گئے اور شعر و سخن کی پرداخت بھی ہوئی۔ یہاں ضمناً یہ بھی ذکر کرتے چلیں کہ آپ کے استاد گرامی حضرت صائم چشتی علیہ الرحمہ اگرچہ ایک شاعر کے طور پر زیادہ معروف ہیں لیکن شاعر ہونے کے ساتھ ساتھ آپ ایک جید عالم، ناقد، محقق اور ترجمہ نگار بھی تھے آپ کی تصنیفات کی تعداد پانچ سو کے قریب ہے آپ نے کثیر عربی و فارسی کتب کا اردو میں ترجمہ کیا بالخصوص تفسیر کبیر اور تفسیر ابن عربی کا ترجمہ انسان کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتا ہے آپ نے پاکستان میں ابن عربی کی فتوحات مکیہ کا پہلا اردو ترجمہ کیا، اہل بیت اطہار کی فضیلت میں بیسیوں کتب تصنیف کیں، الغرض آپ کا علمی و تحقیقی کام بہت وسیع ہے۔ جناب یاسین اجمل چشتی صاحب اپنے رہبر و استاد گرامی کے اسی مشن کو آگے بڑھانے کے لیے شب و روز کوشاں ہیں۔

آپ نے گوشہ درود و سلام کے نام سے جو مرکزِ روحانیت قائم کیا ہے یہ دراصل وہ چراغِ چشت ہے جس کا اجالا دور دور تک پھیل رہا ہے، اور اس شمع سے فروزاں ہونے والی شمعیں ایک عالم کو روشن کر رہی ہیں، آج کے مادیت پرست دور میں یہ ادارہ امن و آشتی، معرفتِ الہی عز و جل، عشقِ رسول و آلِ رسول علیہم



السلام، تعظیم صحابہ کرام علیہم الرضوان، تزکیہ نفس اور تطہیرِ قلب کی تعلیمات عام کر رہا ہے، اور مسلک و عقیدے کی تفریق کے بغیر ہزاروں لوگ یہاں سے فیض حاصل کر رہے ہیں۔

بانی ادارہ جناب اجمل چشتی صاحب اپنی ہفتہ وار نشستوں میں معرفت و تصوف کے اسرار و رموز کی عقدہ کشائی کرتے ہیں ان نشستوں میں عوام کے علاوہ تعلیم یافتہ طبقہ کے لوگ بڑی تعداد میں شرکت کرتے ہیں اور انہیں اپنے ہر سوال کا تسلی بخش جواب اور ہر مسئلے کا شافی حل مل جاتا ہے، اس کے علاوہ ذکر و اذکار اور درود پاک کی محافل بھی منعقد ہوتی رہتی ہیں بالخصوص مودتِ اہل بیت کا فروغ اس ادارے کا امتیازی نشان ہے، اس ادارے کی محبت و مودتِ اہل بیت کو عام کرنے کی تحریری و تقریری کاوشیں وقتاً فوقتاً دیکھنے کو ملتی رہتی ہیں۔

اجمل چشتی صاحب ایک ماہر و حاذق روحانی طبیب بھی ہیں، آپ عوام الناس کی الجھنوں، پریشانیوں اور مسائل کو نہ صرف سنتے ہیں بلکہ حل بھی کرتے ہیں، اطراف و اکناف اور دور دراز کے علاقوں سے کثیر لوگ آپ کے پاس روحانی امراض کے علاج کے لیے آتے ہیں، آپ نہ صرف فی سبیل اللہ علاج کرتے ہیں بلکہ زائرین کے لیے طعام کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ قدیم صوفیا کا بھی یہی طریق رہا ہے کہ وہ ہر طبقہ کے لوگوں کی داستانِ الم سنتے، ان کے زخمی دلوں پر مرہم رکھتے اور

خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیتے تھے۔ جناب یسین اجل چشتی صاحب صوفیا کی انہیں روایات کے احیا کے لیے کوشاں ہیں۔ اگرچہ ملک کے طول و عرض میں تصوف و روحانیت کا پرچار کرنے والے کئی ادارے، تکیے اور خانقاہیں موجود ہیں لیکن گوشہ درود و سلام میں آنے والے یہاں زیادہ روحانی تقویت محسوس کرتے ہیں اس کا سبب بانی گوشہ درود و سلام نے یہ ارشاد فرمایا ہے کہ گوشہ درود و سلام میں سکون و طمانیت اور روحانیت کے کئی اسباب ہیں گوشہ درود و سلام جس خطہ ارضی پر تعمیر کیا گیا ہے وہ جگہ سیدہ خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے نام رجسٹرڈ ہے۔ اس ادارے کی بنیادیں رکھنے سے پہلے یہاں ختم قرآن کیا گیا اور اس کی تعمیر میں لگنے والی ایک ایک اینٹ پر میں نے خود آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ہدیہ درود پیش کیا ہے یہ ادارہ پاکیزہ و مطہر مال سے تعمیر ہوا ہے اور یہاں کے جملہ معاملات میں بھی مطہر مال ہی استعمال ہوتا ہے۔

درود محل کے نام سے گوشہ درود و سلام کی ایک شاخ دختران اسلام کی تعلیم و تربیت میں مصروف عمل ہے، اس ادارے میں روزانہ بارگاہ مصطفوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ہزاروں کی تعداد میں درود و سلام کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں، ناظرہ قرآن، تجوید و قرأت، تفسیر قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ عقائد کی درستی پر خاص توجہ دی جاتی ہے، کالج اور یونیورسٹیز میں زیر تعلیم طالبات کو دین سے

جوڑے رکھنے کے لیے شارٹ کورسز کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں دخترانِ اسلام کی ایک بڑی تعداد شرکت کرتی ہے۔

اللہ کریم نے بانی ادارہ کو اخلاص کی دولت سے مالا مال کر رکھا ہے آپ کی زندگی کا ایک ہی مشن ہے اور وہ ہے معرفت کا پرچار، یعنی اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی معرفت، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقام و منزلت کی معرفت، اہل بیت اطہار رضی اللہ عنہم سے کامل محبت۔ آپ اپنے پیرومرشد اور استاد گرامی کے لگائے ہوئے چمنستان الفت کی آبیاری میں مصروف عمل ہیں۔ اللہ کی خاص رحمت سے آپ کو ایسے جانثار ساتھی اور محبین ملے ہیں جو آپ کے دست و بازو کی طرح ہر کارِ خیر میں نہ صرف آپ کے معاون و مددگار ہیں بلکہ اپنے رہبر روحانی کی طمانیت و تقویت کا باعث ہیں، جناب یلین اجل چشتی دام ظلہ کی ساری ٹیم مبارکباد کی مستحق ہے جو اپنے کارواں سالار کی رہبری میں اس سفرِ محبت و مودت کو جاری رکھے ہوئے ہے اور صدیوں کا فاصلہ لمحوں میں طے کر رہی ہے۔

گوشہ درود و سلام میں موجود لائبریری میں مختلف موضوعات پر سینکڑوں کتب موجود ہیں، شعری، نثری اور تحقیقی کام جاری و ساری ہے۔

زیر نظر کتاب "تاجدار بنو ہاشم" اجل چشتی کی نہایت مفید عمدہ اور منفرد تصنیف ہے جو حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب پر مشتمل

ہے۔ اس میں آپ نے نہ صرف سیرت سیدنا امیر حمزہ کے مختلف پہلوؤں کو نہایت محبت سے بیان کیا ہے، بلکہ سید الشہداء کے منظوم مناقب بھی جمع کئے ہیں۔ میرے نزدیک یہ تصنیف اہل محبت کے لیے ایک گراں قدر تحفے سے کم نہیں۔ اللہ کریم آپ کو ایسی مزید کاوشیں کرنے کی توفیق دے۔

آمین ثم آمین

پروفیسر ڈاکٹر سید جلال الدین رومی شاہ

(فیصل آباد)

## المقدمة

حضرة الشيخ محمد ياسين أجمل الجشتي (مؤسس و رئيس "غوشة درود و سلام" و "درود محل" فيصل آباد) هو عبقرى العصر، لا يجد العالم مثل هؤلاء اهل البصيرة الا بعد قرون، هو شاعر فريد و خطيب جيد و صوفى متواضع، هو رجل طيب المذاق و حسن الاخلاق، له مكانة خاصة فى مجال مديح النبوى صلى الله عليه وآله وسلم و مناقب اهل بيت النبى و اصحابه عليهم الرضوان، نعوته و مناقبه تسمع و تقرأ فى جميع انحاء العالم. صدرت العديد من دواوينه الشعرية، و العديد منها على وشك النشر. وعلى الرغم من تحقيقه الكثير من النجاح، إلا أنه بعيد عن الطمع فى الشهرة و الثناء بفضل الله عز و جل. هو ينتمى الى السلسلة الجشتية من السلاسل الصوفية الاربعة، و له ارتباط و تفانى خاص لسلطان الهند الشيخ معين الدين الجشتى السنجرى الاجميرى قدس سره العزيز، و أعطى له نصيبا خاصا من فضله و تعاطفه، و انه يشتغل دائما فى توزيع الكنوز التى حصل عليه من مرشده.

تلمذ الشيخ اجمل جشتى على يد كثير من المشايخ والعلماء، أبرزهم الشيخ العلامة صائم الجشتى، الذى لم يعلمه الشعر و الكلام فقط، بل ايضا تعرّف على جوهره الروحانى و جعل داخلته و روحانيته أشرفت. و يبدو أن بفضل اهتمام صائم جشتى تطورت أموره الروحية و تطور شعره أيضاً.

كان صائم الجشتى الى جانب كونه شاعراً، كان ايضاً عالماً كبير الشان، محققاً فى فنونه، مدققاً فى علمه وشؤونه، عرف بكثرة تصانيفه فى مختلف العلوم السائدة فى عصره، الف اكثر من خمسمائة كتاب، و ترجم العديد من الكتب العربية والفارسية إلى اللغة الأردية، لقد أنجز أول ترجمة باللغة الأردية لفتوحات المكية لابن عربى فى باكستان، له مؤلفات كثيرة فى فضائل أهل البيت . الشيخ أجمل هو من أفضل و اشهر طلابه الذى يجعل اسم معلمه مشرفاً بإنجازاته.

إن المؤسسة الروحية التى أنشأها أجمل جشتى باسم جوشه درود و سلام هى فى الواقع مصباح الجشت ينشر أشعته، و الشموع المضائة بهذا المصباح تنشر نورها فى جميع أنحاء العالم . وفى عصر المادية الحالى تقوم هذه المؤسسة بنشر تعاليم السلام والأمن و معرفة الإلهى عز و جل، و حب الرسول وآله عليهم السلام، و تعظيم أصحاب الرسول رضوان الله عليهم، و تطهير النفس، و تزكية القلب . يستفيد آلاف من الناس من هذه المؤسسة . يقوم الشيخ أجمل جشتى رئيس المؤسسة بإرواء ظمأ المعرفة من خلال شرح رموز التصوف فى اللقاءات الأسبوعية، و بصرف النظر عن عامة الناس، يشارك أشخاص كثيرون من الطبقة المتعلمة فى هذه الاجتماعات الأسبوعية، و يحصلون على إجابات مرضية و حل شاف لكل ما لديهم من الأسئلة و المشاكل . و فيها تقام مجالس كثيرة لذكر الله و تعقد أيضاً اجتماعات الصلوة و السلام على النبى الكريم صلى الله عليه وآله وسلم .

حب أهل البيت هو السمة المميزة لهذه المؤسسة . و كثيراً ما

تتكشف جهود هذا التنظيم لنشر حب أهل البيت بين عامة الناس .  
إنه طبيب خبير في الأمراض الروحية، ينهمك في خدمة الإنسانية  
المتألّمة في كل لحظة، خدمة الناس شعاره، يأتي إليه الناس للعلاج  
الروحي من قريب ومن بعيد . هو يستمع لمشاكل المرضى و  
يعالجهم لوجه الله، ويرتب لهم الطعام، ويحاول جاهداً أن يشفى  
جراحهم، وكانت هذه الخدمة للناس أيضاً أسلوب الصوفيين  
القدماء . و يحاول محمد ياسين أجمل الجشتي إحياء تقاليد  
الصوفيين القدماء .

هناك مؤسسات روحية أخرى في البلاد، لكن "لغوشة درود"  
مكانة خاصة بينها، فالأشخاص الذين يأتون إلى هذه المؤسسة  
يشعرون بالقوة الروحية في هذا المكان . يقول رئيس المؤسسة  
في شرح أسباب تقوية روحانية في هذه المؤسسة "إن هناك  
أسباباً عديدة للسلام والطمأنينة والروحانية في هذا المعهد، أول  
شئ أن الأرض التي أقيمت عليها "غوشة درود و سلام" مسجلة  
باسم سيدة النساء سلام الله عليها، والثاني قبل البدء في البناء تم  
تلاوة القرآن الكريم كاملاً، والثالث وقد صليت صلوة على النبي  
الكريم صلى الله عليه وآله وسلم قبل أن يوضع كل لبنة في البناء،  
و الرابع ان هذه المؤسسة بنيت بأموال خالصة و نقية، ولا  
يستخدم هنا في جميع الامور إلا الاموال الزكية .

إحدى المؤسسة الفرعية لغوشة درود، تسمى درود محل،  
مخصصة لتعليم و تدريب بنات الإسلام . في هذه المؤسسة تقدم  
آلاف من الصلوات والتسليمات في حضرة الرسول الكريم كل  
يوم . كما يتم تدريس قراءة القرآن والتجويد و التفسير . تنظم هذه

المؤسسة دورات تدريبية قصيرة لأجل ارتباط طالبات الكليات والجامعات بالدين . ويشارك في هذه الدورات عدد كبير من نساء الإسلام .

لقد أغنى الله تعالى رئيس المؤسسة بثروة الإخلاص ، وحياته لها هدف واحد، وهو نشر المعرفة، أي المعرفة بالله والمعرفة بمنزلة الرسول صلى الله عليه وآله وسلم ومكانته، والالتزام التام بأهل بيت النبي عليهم السلام.

وهو مؤلف العديد من الكتب الشعرية والنثرية، وكتابه (تاجدار بنو هاشم) عمل ممتاز وفريد روى فيه الأحداث المهمة من حياة سيدنا أمير حمزة سيد الشهداء (رضى الله عنه) بشكل مختصر منذ ولادته إلى استشهاده . وقد جمع قصائده في فضائل سيدنا أمير حمزة و وصف بالتفصيل طريقة تقديم السلام عليه . تم أيضا جمع اشعار الصحابة مثل سيدنا علي بن ابي طالب و سيدنا حسان بن ثابت، و سيدنا كعب بن مالك و سيدنا عبدالله بن رواحة عليهم الرضوان وغيرهم في مدح سيدنا امير حمزه، وهكذا أصبح هذا الكتاب باقة عطرة، كل زهرة منه تنشر عطر حب سيدنا حمزة سيد الشهداء.

وَأدعو الله أن يعطر نفوس الخلق أجمعين برائحة محبة الاشخاص المنسوبة إلى النبي .

آمين ثم آمين

پروفیسر ڈاکٹر وجیہہ بتول



## حرفے چند

سید الشہداء حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب چچا اور اسلام کے بطلِ عظیم ہیں آپ اسلام کے جلیل القدر مدافعين اور مجاہدین کی صفِ اوّل میں شامل ہیں، آپ کے فضائل و مناقب اور محاسن و کمالات بے شمار ہیں، آپ رفیقِ خیر الانام بھی ہیں اور دین کی تلوارِ بے نیام بھی، آپ سابق الخیرات بھی ہیں، کاشف الکربات بھی ہیں، سب سے بڑھ کر یہ کہ آپ محبوبِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے محبوب ہیں، اسی لیے آپ کی شخصیت تمام اہل ایمان کو بہت محبوب ہے، الحمد للہ مجھے بھی سید الشہداء، عمِ خیر الوریٰ کی ذاتِ والا صفات سے ایک خاص لگاؤ اور والہانہ محبت ہے، آپ کے ذکر و اذکار سے مجھے خصوصی رغبت ہے، مجھے جب بھی مدینہ پاک میں حاضر ہونے کا شرف ملتا ہے تو مدینہ شریف میں پہنچتے ہی میرے قدم خود بخود جبلِ اُحد شریف کی جانب اٹھنے لگتے ہیں جس کے دامن میں شیرِ خدا و رسول حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آرام فرما ہیں، الحمد للہ آپ کی بارگاہ میں آتے ہی ہمیشہ مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے سید الشہداء مجھے نہ صرف دیکھ رہے ہیں بلکہ عنایات کی پیہم برسات بھی کر رہے ہیں، اور مجھے ہمیشہ ایسا قلبی سکون اور روحانی تقویت محسوس ہوتی ہے جو احاطہ بیان و تحریر میں نہیں آسکتی، اور ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ میں نے سید الشہداء رضی اللہ عنہ کے در

اقدس پہ کوئی حاجت پیش کی ہو اور وہ پوری نہ ہوئی ہو، میں نے ہمیشہ آپ کے وسیلہ سے جو بھی مانگا، مجھے طلب سے بڑھ کر عطا ہوا، میں نے بارہا سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی مہمان نوازی کے مزے لوٹے ہیں، جو ان کے خصوصی کرم کے بغیر ممکن ہی نہیں، میں اس پر جتنا بھی شکر ادا کروں، کم ہے۔

الحمد للہ، مجھے سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی مناقب کہنا بھی بے حد محبوب ہے اور میرا یہ معمول رہا ہے کہ میں ہمیشہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں سلام پیش کرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ کے قدموں میں کھڑے ہو کر آپ رضی اللہ عنہ کی شان میں اپنی کہی ہوئی مناقب پیش کرنے کا شرف حاصل کرتا ہوں کیونکہ ممدوح کے قدموں میں بیٹھ کر اس کی مدح کرنے کا کیف و سرور بیان سے باہر ہے، اور کئی بار ایسا بھی ہوا کہ جب میں سید الشہداء کو سلام پیش کرنے کے لیے حاضر بارگاہ ہوا تو میرے پہنچنے سے پہلے ہی میری کہی ہوئی مناقب اس بارگاہ میں پیش کی جا رہی تھیں، جو میرے لیے بہت بڑی سعادت ہے جسے الفاظ کا لباس پہنانا ممکن نہیں۔

دو سال قبل مدینہ پاک میں قطب مدینہ مولانا ضیاء الدین مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے دولت کدہ پر ان کے جانشین صاحبزادہ ڈاکٹر رضوان مدظلہ العالی کی سرپرستی میں سید الشہداء رضی اللہ عنہ کا عرس مبارک منایا گیا، عرس کی اس تقریب میں الحمد للہ بیشتر شاخو انوں نے میری لکھی ہوئی مناقب پیش کیں جس پہ میرا دل ہر

لمحہ شکر گزار ہے۔

میری ایک عرصہ سے خواہش تھی کہ سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی مناقب کے ان گل ہائے رنگ رنگ کو جمع کر کے ایک ایسا گلدستہ تشکیل دوں جس کا ہر پھول سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی محبت کی خوشبو سے معطر ہو، جس میں سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی سیرت کے پہلو بھی نظر نواز ہوں اور مناقب کی دلکشی بھی قلب کو تسکین بخشنے، الحمد للہ آج میرا وہ خواب تاجدار بنو ہاشم کی صورت تعبیر آشنا ہو گیا ہے۔

یہ کتاب سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی مختصر سیرت اور ان کی شان میں میری کہی ہوئی بارہ مناقب پر مشتمل ہے، جن میں اردو، پنجابی اور عربی مترجم مناقب کو بھی شامل کیا گیا ہے، میں نے سیرت کے بیان میں ایک حد تک اختصار سے کام لیا ہے تاکہ ذوق برقرار رہے اور طبیعتوں پر بوجھ نہ پڑے، سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی شان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کہے ہوئے اشعار بھی اردو ترجمہ کے ساتھ شامل کیے گئے ہیں۔ اللہ کریم میری اس کاوش کو قبول فرمائے، اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والدین کریمین کے صدقے میرے والدین کی مغفرت فرمائے اور درجاتِ عالیہ سے نوازے۔

آمین ثم آمین

محمد یسین اجمل چشتی

سید الشہداء کی شان میں مناقبِ اجمل مع عربی ترجمہ

﴿1﴾

سرکار کی نظروں میں ایسا رُتبہ ہے امیرِ حمزہؓ کا  
دنیا تو کیا ہے جنت میں شہرہ ہے امیرِ حمزہؓ کا  
لسیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ مکانہ مہمۃ عند النبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم، وشہرتہ لیست فی الأرض فقط، بل فی السماء أيضًا.

ہیں عمّ نبی بھی بھائی بھی یہ خاص فضیلت ہے ان کی  
سرکار دو عالم سے دوہرا رشتہ ہے امیرِ حمزہؓ کا  
لسیدنا حمزہ علاقۃ مزدوجۃ بالنبی الکریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم،  
هو عم النبی و اخیه من الرضاعۃ، هذه فضیلة خاصة به

ہر نعمت ان کی چوکھٹ پہ جنت سے اتری لگتی ہے  
صد شکر کہ میں نے بھی دیکھا سفرہ ہے امیرِ حمزہؓ کا  
یبدو ان کل نعمة علی بابہ نزلت من الجنة، الحمد لله علی اننی  
ایضا زرت سفرۃ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

آواز نہ جانے کس کی تھی میں نے تو سنی ہے کانوں سے  
 جو مانگتا ہے دے دو اس کو منگتا ہے امیر حمزہؓ کا  
 سمعت بأذنی قائلا یقول هذا: أعط السائل ما یطلب، لانه محب  
 سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ

شبیر کو دیکھ کے کربل میں پہچان یزیدی کر نہ سکے  
 حیدر کی وجاہت ہے یا کہ جلوہ ہے امیر حمزہؓ کا  
 عندما رأى أصحاب یزید سیدنا الإمام الحسین فی ارض کربلاء، لم  
 يتمكنوا من الفهم ما إذا كان ذلك وجه مولا علی کرم اللہ وجہہ  
 الکریم أم ظهور حمزہ رضی اللہ عنہ

یہ اُن کے کرم کی باتیں ہیں یہ خاص عنایت ہے ان کی  
 جو کچھ ہے میرے دامن میں صدقہ ہے امیر حمزہؓ کا  
 لقد نلت کل النعم من إحسان سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ وفضله

دربار امیر طیبہ میں بن مانگے جھولی بھرتی ہے  
 فیضان یہ اجمل آنکھوں سے دیکھا ہے امیر حمزہؓ کا

لقد رأى اجمل بعينه ان النعم يُعطى على باب أمير طيبة دون ان يطلب.

## ﴿2﴾

سرکارِ دو عالم کو پیاری ہے ذاتِ امیرِ حمزہ کی  
بخشش کی سند مل جائے گی کر باتِ امیرِ حمزہ کی  
شخصیۃ سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ محبوبۃ عند النبی صلی اللہ علیہ  
وآلہ وسلم، فبذکر سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ ستحصل علی ضمان  
المغفرة

میں جانِ دو عالم کے در پر جب حاضری دینے جاتا ہوں  
سرکار سے لے کے آتا ہوں خیراتِ امیرِ حمزہ کی  
عندما اذهب الی باب روح الکون صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، أعود  
بالنعم بوسيلة سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ.

جو سائل در پر جاتے ہیں بھر بھر کے جھولیاں آتے ہیں  
طیبہ میں سخاوت جاری ہے دن راتِ امیرِ حمزہ کی  
ومن یذهب إلی بابہ یعود بعد ان ینال مرادہ، یستمر کرم سیدنا  
حمزہ رضی اللہ عنہ لیلا و نهارا فی المدینة المنورة

اسلام کے پلنے بڑھنے میں ہے ہاتھ امیرِ طیبہ کا  
 اسلام کبھی نہ بھولے گا خدمات امیرِ حمزہ کی  
 للأمیر حمزة دور مهم في تطوير الإسلام، لن ينسى الإسلام أبداً  
 خدمات الأمير حمزة

محبوب کے ذکرِ اجمل سے محبوب کو راحت ملتی ہے  
 محبوب کے دل کی مرضی ہے ہو بات امیرِ حمزہ کی  
 یرتاح الحبيب من الذكر الجميل للحبيب، والنبی الکریم صلی اللہ  
 علیہ وآلہ وسلم يحب أن يذكر حمزة رضي الله عنه ويتحدث عنه.

جائے گی اجملِ طیبہ سے اور خلد بریں میں اترے گی  
 اصحابِ نبی کے جھرمٹ میں بارات امیرِ حمزہ کی  
 يا اجمل! قافلة حمزة ستغادر من المدينة المنورة مع اصحاب النبي  
 وستدخل الجنة

## حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت باسعادت اور نسب مبارک

سید الشہداء، اسد رب العلیٰ، شیر حبیب خدا، امیر طیبہ و بطحا حضرت سیدنا امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا ہیں آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کئی طرح کی نسبتیں اور قرباتیں حاصل ہیں، ددھیال کی جانب سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا اور ننھیال کی جانب سے آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خالہ زاد بھائی ہیں کیونکہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی والدہ ہالہ بنت اہیب بن عبد مناف، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ کی چچا زاد بہن ہیں۔

حضرت ہالہ کا نکاح حضرت عبدالمطلب سے ہوا جبکہ سیدہ آمنہ کا نکاح حضرت عبد اللہ بن عبدالمطلب سے ہوا، ہالہ کے ہاں حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی جس کے ٹھیک دو سال بعد حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے ہاں سرور کونین، راحت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد ہوئی۔ بعد ازاں ان دونوں نے نہالوں نے ابولہب کی کنیز ثویبہ کا دودھ پیا، اس طرح دونوں دودھ شریک بھائی بھی ہوئے، لہذا حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی



دودھیالی، نھیلی اور رضاعی نسبتیں حاصل ہیں۔

اس کے علاوہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو محافظتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سعادت بھی نصیب ہوئی، شرفِ صحابیت بھی عطا ہوا، نقیبِ رسول بھی ہیں، اسلام کے پہلے لشکر کے امیر بننے کا منصب بھی آپ کا مقدر بنا، اسی لیے آپ کو امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسم مبارک سے یاد کیا جاتا ہے، آپ پہلے علمدارِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی ہیں، حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ولادت باسعادت محلّہ مسفلہ میں واقع ایک عظیم الشان گھر میں ہوئی۔ اب اس گھر کو ایک عظیم مسجد میں تبدیل کر دیا گیا ہے، اسے مسجد حمزہ بن عبدالمطلب کہا جاتا ہے۔

اسم گرامی اور القاب مبارکہ

آپ کا اسم گرامی حمزہ رکھا گیا جس کا معنی ہے شیر، اس کے اور بھی کئی معانی ہیں جیسے قوی، شدید اور مضبوط دل والا۔ آپ کی حیات طیبہ پہ نظر دوڑائیں تو آپ کے اسم گرامی کا آپ کی شخصیت پر خوب اثر دکھائی دیتا ہے آپ کی شخصیت ظاہری و باطنی اعتبار سے خوب بارعب ہے اور آپ مستحکم ارادوں کے مالک ہیں۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قدر محبوب تھا کہ ایک صحابی کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اس نے حاضر خدمت ہو کر اپنے

نومولود بچے کے لیے نام تجویز کرنے کی درخواست کی تو آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھے سب ناموں میں حمزہ کا نام محبوب ہے لہذا اس بچے کا نام حمزہ رکھا گیا۔

آپ کے القاب مندرجہ ذیل ہیں۔

سید الشہداء (شہیدوں کے سردار)

افضل الشہداء (شہیدوں میں سب سے افضل)

اسد اللہ (اللہ کے شیر)

اسد رسول اللہ (اللہ کے رسول کے شیر)

الامیر (سپہ سالار)

فاعل الخیرات (نیکیاں کرنے والے)

کاشف الکربات (تکالیف دور کرنے والے)

آپ کے مندرجہ بالا تمام القاب جن احادیث مبارکہ سے ماخوذ ہیں وہ

ذیل میں پیش کی جا رہی ہیں۔

حضرت یحییٰ بن عبد الرحمن بن ابی لیبہ اپنے دادا کے حوالے سے بیان

کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک

ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4898)

روایت ہے کہ بوقت جنازہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

”اے حمزہ! اے رسول اللہ کے چچا! اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر! اے حمزہ! اے بھلائوں میں پیش پیش رہنے والے! اے حمزہ! اے رنج و ملال اور پریشانیوں کو دور کرنے والے! اے حمزہ! اے رسول اللہ کے چہرے سے دشمنوں کو دور بھگانے والے!“ (شرح الزرقانی علی المواہب، ج 4، ص 470)

آپ کی کنیت ابو یعلیٰ اور ابو عمارہ ہے۔

### ازواج و اولاد

آپ نے تین نکاح کئے ازواج کے نام یہ ہیں۔

حضرت بنت المملہ الاویسیہ رضی اللہ عنہا

حضرت خولہ بنت قیس رضی اللہ عنہا

حضرت سلمیٰ بنت عمیس رضی اللہ عنہا

آپ کے ہاں دو صاحبزادے اور تین صاحبزادیاں پیدا ہوئیں۔ بیٹوں کے نام عمارہ اور یعلیٰ ہیں جبکہ بیٹیوں کے اسمائے گرامی امامہ، ام الفضل اور فاطمہ ہیں۔

## عادات و مشاغل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دونوں تقریباً ہم عمر تھے لہذا دونوں کا بچپن ساتھ ساتھ گزرا، دونوں نے ایک ساتھ قدم قدم چلنا سیکھا لہذا شروع سے دونوں کے درمیان باہمی قرب اور محبت کا رشتہ خاصا مضبوط رہا، جوان ہوئے تو، حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے تجارت کو بطور پیشہ اختیار کیا۔ کم عمری سے ہی شمشیر زنی، تیر اندازی اور دیگر جنگی مہارتیں سیکھ لیں، آپ اپنی شجاعت و بہادری اور حق گوئی و بیباکی کی بدولت خاصے مشہور ہوئے حتیٰ کہ سردارانِ قریش کے درمیان اہم مقام حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے۔

سردارانِ مکہ اہم معاملات میں آپ سے مشاورت کرتے اور آپ کے ساتھ تعلقات پر فخر کرتے تھے، جبکہ سرورِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مبارک جوانی کو کسب معاش کے ساتھ ساتھ غور و فکر، عبادت و ریاضت اور خدائے واحد کے قرب کے لیے وقف کر دیا اس مقصد کے لیے آپ کئی کئی شب و روز غارِ حرا کے گوشہ تنہائی میں معتکف رہتے۔ ان دونوں اصحاب کا شباب الگ الگ راستوں پر گامزن تو ہو گیا تھا لیکن کوئی نہیں جانتا تھا کہ ان کی زندگیوں میں ایک ایسا موڑ آنے والا تھا جو حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو بھی خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مبارک راستے کا مسافر بنانے والا تھا۔

حضرت امیر حمزہ اپنا سارا دن اپنے پسندیدہ مشاغل میں گزارتے، قرب و جوار کے لوگ آپ کی جرات و ہیبت سے ڈرتے بھی تھے اور آپ کی خوش اخلاقی، خوش اطواری، ذہانت و فطانت اور فہم و فراست سے متاثر بھی تھے کیونکہ آپ نہ صرف لکھنا پڑھنا جانتے تھے بلکہ ایک ادبی شخصیت بھی تھے، آپ کو شعر و سخن سے خوب لگاؤ رہا، خود بھی شعر کہنے کا ہنر جانتے تھے، بہادری، دلاوری، جرات و غیرت آپ کی ذات کا تعارف ہیں۔ آپ چونکہ صاحب ثروت تھے لہذا فکر معاش سے آزاد رہے۔ اسی لیے سیر و سیاحت اور شکار کے بہت شوقین ہو گئے، اکثر اوقات صبح کے وقت شکار کے لیے نکلتے اور سرِ شام لوٹ کر آتے، شیر کا شکار بہت مرغوب تھا، جو شیرِ خدا و رسول ہوا سے شیر کا شکار ہی لائق ہے، شکار سے واپس لوٹ کر حرمِ کعبہ میں تشریف لے جاتے اور کچھ وقت سردارانِ قریش کے درمیان گزار کر گھر تشریف لاتے۔

### حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام

حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی حیاتِ انہی مشاغل میں بسر ہو رہی تھی کہ ایک صبح سعادت ایسی طلوع ہوئی جو آپ کی قسمت کے ستارے کو بدرِ منیر بنا گئی، ہوا یوں کہ ایک روز حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سیر و شکار کے لیے مکہ سے باہر گئے ہوئے تھے، ابو جہل لعین نے موقع پا کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھیر لیا

اور نہ صرف بدکلامی اور گستاخی کی بلکہ پتھر مار کر آپ کو زخمی بھی کر دیا۔

اس ساری کاروائی کے بعد وہ حرم کعبہ میں سردارانِ قریش کے درمیان بیٹھ کر فخر و غرور سے اس سارے واقعے کی روداد سنانے لگا، اسی دوران حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شکار سے واپس آئے راستے میں ہی آپ کو ابو جہل کی گستاخی اور بھتیجے کے زخمی ہونے کی خبر مل چکی تھی، جب آپ نے یہ دلخراش خبر سنی تو آپ کا دل بھتیجے کی محبت اور ابو جہل پہ غیظ و غضب کی وجہ سے جوش مارنے لگا آپ کے ہاتھ میں شکار کا سامان تو موجود تھا ہی، آپ سیدھے حرم میں تشریف لے گئے اور ابو جہل کے سر پر کمان مار کر اس کا سر پھاڑ دیا جس سے وہ لہو لہان ہو گیا اور زمین پر گر گیا، اس وقت اللہ کے شیر کے غصے سے ہر کوئی ہیبت زدہ ہو گیا حتیٰ کہ بنو مخزوم کے لوگوں نے حضرت حمزہ پہ جوابی حملہ کرنا چاہا لیکن ابو جہل اس قدر خوفزدہ ہو گیا تھا کہ اسے ڈر تھا کہ اگر بات بڑھی تو وہ جان سے جائے گا لہذا اس نے بنو مخزوم کے لوگوں کو یہ کہتے ہوئے منع کر دیا کہ میں نے ہی اس کے بھتیجے سے زیادہ گستاخی کی تھی، پھر حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں بھی اپنے بھتیجے کے دین پہ ہوں، اگر مجھے روک سکتا ہے تو روک کر دکھا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کے بعد آپ خوشی خوشی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لائے اور فرمایا کہ بھتیجے آج میں نے ابو جہل سے

تمہارا بدلا لے لیا ہے لہذا تم خوش ہو جاؤ، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تو اس صورت میں خوش ہوں گا جب آپ اسلام قبول کریں گے۔ پھر آپ گھر لوٹ آئے آپ نے غیرت و حمیت اور محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ابو جہل کے سامنے بباغ دہل اپنے اسلام کا اعلان کر دیا تھا، بلکہ وجدانِ اجمل تو یہ کہتا ہے کہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجر کے طور پر اللہ نے یہ عز و شرف اور دولتِ ایمان آپ کا مقدر کر دیا تھا، کیونکہ یہ وہ انعام ہے جو اللہ کریم اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اخلاص و محبت رکھنے والوں کو عطا فرماتا ہے۔ اگلی صبح آپ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے دستِ اقدس پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ آپ کے قبول اسلام کے اس واقعے کا ذکر کثیر احادیث مبارکہ میں موجود ہے۔

محمد بن کعب القرظی سے روایت ہے کہ حضرت حمزہ کا اسلام غیرت و حمیت پر مبنی تھا، آپ حرم سے نکلے اور شکار پر تشریف لے گئے جب آپ واپس آئے تو قریش کی مجلس پر آپ کا گزر رہا وہ صفا مروہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے۔ پس جب آپ ان کے قریب سے گزرے تو وہ یہ کہہ رہے تھے، میں نے اسے ایسا ایسا کہا اور میں نے اس کے ساتھ ایسا ایسا کیا، پھر آپ اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گئے راستے

میں ایک عورت ملی وہ کہنے لگی اے ابوعمارہ! جانتے ہو آج ابو جہل عمرو بن ہشام نے تمہارے بھتیجے کے ساتھ گستاخی کی، بری طرح پیش آیا اور اس کے ساتھ ایسا ایسا کیا، آپ نے فرمایا کیا اسے ایسا کرتے کسی نے دیکھا؟ وہ بولی اللہ کی قسم بہت سے لوگوں نے دیکھا، پھر آپ چل پڑے حتیٰ کہ صفا مروہ کے نزدیک اس مجلس کے قریب پہنچے، وہ لوگ بیٹھے ہوئے تھے اور ابو جہل بھی ان میں موجود تھا، اس نے اپنی کمان پر ٹیک لگائی ہوئی تھی اور وہ کہہ رہا تھا، میں نے اسے ایسا ایسا کہا اور ایسا ایسا کیا، پھر آپ نے دونوں ہاتھوں سے اپنی کمان کو تھاما اور ابو جہل کے دونوں کانوں کے درمیان اس زور سے دے مارا کہ کمان ٹوٹ گئی، اور کہا کہ یہ تو کمان کی مار تھی اس کے بعد تلوار کی مار ہوگی۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اللہ کے پاس سے حق لے کر آئے ہیں۔ لوگوں نے کہا: اے ابوعمارہ! وہ ہمارے معبودوں کو برا بھلا کہتے ہیں، اور یہ کام تو ایسا ہے کہ اگر تم بھی کرو تو ہم تمہیں نہ کرنے دیں، حالاں کہ تم اُن سے افضل ہو۔ اور اے ابوعمارہ! تم تو بدخلق نہ تھے۔ (مجمع الزوائد حدیث 15460)



شاہنامہ اسلام سے سید الشہداء کے قبولِ اسلام پر اشعار  
حفیظ جالندھری کے شاہنامہ اسلام کے اشعار اس واقعہ کی بہترین  
ترجمانی کرتے ہیں چند اشعار ملاحظہ ہوں۔

وہ حمزہ جس کو شاہ شہسوارانِ عرب کہیے  
جسے جانِ عرب لکھیے جسے شانِ عرب کہیے

سوئے خانہ چلے جاتے تھے رستے میں یہ سن پایا  
بھتیجے کو میرے بو جہل نے صدمہ ہے پہنچایا

یہ سن کر جوشِ خوں سے روح میں غیظ و غضب دوڑا  
پلٹ کر سوئے کعبہ ابن عبد المطلب دوڑا

وہاں بو جہل اپنے ساتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا  
مثیل ابرہہ تھا ہاتھیوں میں گھر کے بیٹھا تھا

کیا حمزہ نے نعرہ او ابو جہل او خرِ بزدل  
محمد مصطفیٰ کے دین میں اب میں بھی ہوں شامل

سنا ہے میں نے تو میرے بھتیجے کو ستاتا ہے  
ہمیشہ گالیاں دیتا ہے اور فتنے اٹھاتا ہے

اگر کچھ آن رکھتا ہے تو آ میرے مقابل ہو  
کہ تیری بد زبانی کا چکھا دوں کچھ مزا تجھ کو

بلا لے ساتھ اپنے ان حمایت کرنے والوں کو  
ذرا میں بھی تو دیکھوں ان کمینوں کو رذالوں کو

یہ کہہ کر گھس پڑے حمزہ گروہِ بد سگالاں میں  
گریباں سے پکڑ کر کھینچ لائے اسکو میداں میں

کماں تھی ہاتھ میں وہ سر پہ نا ہنجر کے ماری  
گرا بو جہل سر سے ہو گیا ناپاک خوں جاری

ابو جہل اس لیے دُکا پڑا تھا فرش کے اوپر  
مبادا واپس آ کر قتل کر دے عم پیغمبر

یہاں سے جا کے حمزہ جلد تر ایمان لے آئے  
بھتیجے کے وسیلے سے چچا نے مرتبے پائے

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے پر آیات قرآنی کا  
نزول اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ آپ کا اسلام اللہ کو کتنا محبوب ہے۔ سورہ زُمر  
میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

أَفَمَن شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِّن رَّبِّهِ  
ترجمہ: تو کیا وہ جس کا سینہ اللہ نے اسلام کے لئے کھول دیا تو وہ اپنے رب کی  
طرف سے نور پر ہے۔

تفسیر روح البیان میں لکھا ہے کہ: یہ آیت کریمہ بطور خاص سیدنا امیر حمزہ اور سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی شان میں نازل ہوئی۔ (تفسیر روح البیان، سورۃ الزمر 22) یہ واقعہ بعثت کے چھٹے سال کا ہے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے اثرات

چونکہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ مکہ مکرمہ کی ایک اہم ترین شخصیت تھے لہذا آپ کے اسلام قبول کرنے سے مسلمانوں کو بہت تقویت ملی اور ان کی طاقت میں خاطر خواہ اضافہ ہوا۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا قبول اسلام مکہ کے مسلمانوں کی ظلم و ستم کی طویل اور تاریک رات کی سحر بن کر طلوع ہوا، اس کے ٹھیک تین دن بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو بھی قبول اسلام کی عظیم سعادت حاصل ہوگئی، ان دو عظیم ترین اور انتہائی با اثر اور طاقتور شخصیات کا اچانک اسلام قبول کرنا مشرکین مکہ کیلئے ایک ایسا صدمہ تھا جس کی وجہ سے ان میں صفِ ماتم بچھ گئی، ان کے دل مرجھانے لگے اور ان کے حوصلے پست ہو گئے۔

دین اسلام کے ابتدائی دور میں ان دو ہستیوں کا ایمان لانا ایسی بڑی تبدیلی تھی کہ جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے پہلی بار علی الاعلان بیت اللہ کا طواف کیا اور اعلانیہ عبادات کا آغاز کیا، ورنہ اس سے قبل مسلمان چھپ چھپ کر عبادات کیا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ مسلمان دو صفوں میں تقسیم ہو کر حرم کعبہ میں گئے، ایک صف

میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ موجود تھے جبکہ دوسری صف میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ جلوہ گر تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت اللہ کا اعلانیہ طواف کیا اور نمازِ ظہر ادا فرمائی۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد ہی حضرت عبداللہ بن مسعود نے مقام ابراہیم پر، جہاں قریش کی بیٹھک جمی ہوئی تھی، بلند آواز میں سورۃٴ رحمن تلاوت کرنے کی ہمت کی۔

قبولِ اسلام پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا کلام

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ چونکہ شعرو سخن سے خوب شغف رکھتے تھے لہذا آپ نے اپنے قبولِ اسلام کے واقعہ کا بھی اپنے اشعار میں ذکر کیا ہے آپ کے چند اشعار کا ترجمہ مع عربی متن پیش ہے۔

حَمِدْتُ اللَّهَ حِينَ هَدَىٰ قُؤَادِي

إِلَى الْإِسْلَامِ وَالِدِينَ الْحَنِيفِ

میں اس بات پر اللہ کا شکر گزار ہوں کہ اس نے مجھے اسلام اور دینِ حنیف کی طرف ہدایت عطا فرمائی۔

لَدِينِ جَاءَ مِنْ رَبِّ عَزِيزٍ

خَيْرٍ بِالْعِبَادِ بِهِمْ لَطِيفٍ

وہ دین جو اس رب کی طرف سے آیا ہے جو عزت والا ہے اپنے بندوں سے خبردار اور ان پر مہربانی فرمانے والا ہے۔

إِذَا تُلِيتَ رَسَائِلُهُ عَلَيْنَا  
تَحْدَرُ دَمْعُ ذِي اللَّبِّ الْحَصِيفِ

جب اس کی پیغاموں (آیات) کی ہم پر تلاوت کی جاتی ہے تو ہر عقل مند اور زیرک انسان کے آنسو بہنے لگتے ہیں۔

رَسَائِلُ جَاءَ أَحْمَدُ مِنْ هُدَاهَا  
بِآيَاتٍ مُبِينَاتٍ الْخُرُوفِ

یہ ایسے پیغامات ہیں جو احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسی آیات کے ساتھ لے کر آئے ہیں جن کے حروف روشن ہیں۔

وَأَحْمَدُ مُصْطَفَىٰ فِينَا مُطَاعٌ  
فَلَا تَغْشَوْهُ بِالْقَوْلِ الْحَنِيفِ

ہم میں احمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت کی جاتی ہے کوئی کمزور اور عقل و فہم سے گری ہوئی بات ان کو نہیں گھیرتی۔

فَلَا وَاللَّهِ نُسَلِّمُهُ لِقَوْمٍ  
وَلَمَّا نَقَضَ فِيهِمْ بِالسُّيُوفِ

اللہ کی قسم ہم انہیں کفار کے حوالے نہیں کریں گے اور ابھی ہماری تلواروں نے ان

میں فیصلہ نہیں کیا ہے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا یہ شعر آپ کی غیرتِ ہاشمی، شجاعت، جانشاری، جوانمردی اور تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی غمازی کرتا ہے اور آپ کی ذات سے لے کر تا قیامِ قیامت جو لوگ بھی تحفظِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کھڑے ہوں گے سب کے لیے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذاتِ امیرِ کارواں ہے اور وجدانِ اجمل کہتا ہے کہ تمام محافظینِ ناموسِ رسالت کو یہی مینارہٴ نورِ روشنیاں عطا کرتا ہے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور دفاع رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع اور حفاظت میں ہمیشہ پیش پیش رہے، مکہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جہاں بھی قیام ہوا کرتا، حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ محافظت اور پہرہ داری میں سب سے آگے ہوتے، حتیٰ کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دار ارقم میں مقیم تھے اور حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اسلام قبول کرنے کی نیت سے حاضر خدمت ہوئے تو چونکہ گلے میں تلوار لٹک رہی تھی لہذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم انہیں اندر لانے سے ہچکچانے لگے اس موقع پر حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: ان کو آنے دیں، (یعنی آنے دیں میں بیٹھا ہوں) اگر بھلے ارادے سے آئے ہیں تو خیر ہے ورنہ ان ہی کی تلوار سے ان کا کام تمام کر دوں گا۔

کثیر مسلمانوں کے حبشہ ہجرت کر جانے اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جیسی طاقتور ہستیوں کے ایمان لانے کے بعد مشرکین کو اسلام کی بڑھتی ہوئی طاقت روکنے کا اس کے علاوہ اور کوئی طریقہ نہ سوجھا کہ مسلمانوں کا معاشی بائیکاٹ کر دیا جائے لہذا بنو ہاشم کے ساتھ ساتھ سارے مسلمانوں کے کا سوشل بائیکاٹ کر کے انہیں تین سال کے لیے شعب ابی طالب میں محصور کر دیا گیا، یہ تین سال خوراک،



لباس اور دیگر ضروریات زندگی کی کمی کی وجہ سے خاصے مشکل اور سخت ترین سال تھے لیکن ایک اور مشکل بھی درپیش تھی، شعب ابی طالب میں اس بات کا خطرہ اور بھی بڑھ گیا تھا کہ کہیں کفار رات کے اندھیرے میں حملہ آور ہو کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان نہ پہنچا دیں۔ لہذا حضرت ابوطالب، دیگر قرابت داروں اور اصحاب کے ساتھ ساتھ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دفاع میں نمایاں طور پر پیش پیش رہے۔

حضرت سیدنا ابوطالب نے یہ فیصلہ کیا کہ خاندان کے سب افراد شعب ابی طالب میں محصور ہو جائیں، جو گزرے گی سب پر ایک ساتھ گزرے گی، کھائیں گے تو سب کھائیں گے، بھوکے رہیں گے تو سب بھوکے رہیں گے۔ دوسرا یہ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کیلئے یہ بھی ضروری تھا کہ جہاں بھی رہیں سب ایک ساتھ رہیں، دن تو خیر کسی طرح گزر رہی جاتا، دعوت اسلام کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعض اوقات گھاٹی سے باہر بھی نکل جاتے، اس وقت حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ آپ کے ساتھ ساتھ رہتے لیکن رات میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کا معقول انتظام اور بندوبست کیا جاتا، اور اس کا طریقہ یہ ہوتا کہ جب سب لوگ استراحت کیلئے اپنے اپنے بستر پر چلے جاتے تو حضرت سیدنا ابوطالب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بستر یعنی بستر کی

جگہ تبدیل کر دیتے، اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر اپنے بیٹے، بھائی یا آپ کے کسی چچا زاد بھائی کو سونے کے لئے کہتے۔ (الرحیق المختوم ص: 110)

گویا شعب ابی طالب کے دنوں میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ دن میں بھی اکثر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ رہتے اور رات کو بھی آپ کے دفاع کے لیے اکثر و بیشتر آپ کے بستر پر سو جایا کرتے۔ ہجرت مدینہ کے بعد آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرب میں رہا کرتے، غزوات میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھرپور دفاع کرتے۔

روایت ہے کہ غزوات کے دوران میدان جنگ میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے کافی فاصلہ رکھ کر چلتے تھے کچھ لوگوں نے آپ سے پوچھا کیا یہ بے ادبی نہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے تیز تیز چلا جائے۔ آپ سے بے انتہا محبت کرنے والے چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا میرے بھتیجے کی زندگی بہت قیمتی ہے۔ اس ڈر سے کہ دشمن کسی جھاڑی، کسی پہاڑی، یا کسی چٹان کی اوٹ میں گھات لگا کر نہ بیٹھا ہو اور آپ پر چھپ کر وار نہ کر سکے۔ اس نیت کے ساتھ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے آگے آگے چلتا ہوں کہ اپنی جان خطرے میں ڈال کر آپ کو دشمن کے وار سے بچا لوں، اس طرح سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ جانثاری و قربانی کی لازوال

داستان بن کر باقی لوگوں سے سبقت لے گئے۔ (شان سیدنا امیر حمزہ از پروفیسر شہناز بشیر)

دوران جنگ آپ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آس پاس رہ کر قتال کیا کرتے، ایک بار لڑتے لڑتے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دور چلے گئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے فرمایا کہ ”حمزہ کو واپس میرے قریب لایا جائے“۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے قرب میں فرحت محسوس کرتے تھے اور آپ کو اپنی نگاہوں میں رکھنا محبوب رکھتے تھے۔

## حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ عالم شباب سے ہی شجاعت و جرات اور بہادری و دلاوری میں معروف تھے آپ کو شیر کے شکار کی وجہ سے بھی شہرت حاصل تھی، شمشیر زنی اور تیر اندازی میں آپ کا کوئی ثانی نہ تھا، آپ رضی اللہ عنہ کی تلوار انتہائی منفرد، دودھاری اور انتہائی بھاری تھی اور اس تلوار کا واررک نہ سکتا تھا۔ اگر سیدھی پڑتی تو ڈھال کو کاٹ دیتی کیونکہ اتنی بھاری تلوار کو روکنا ڈھال کا کام نہیں۔ آپ رضی اللہ عنہ انتہائی زور آور اور جرات مند تھے۔ شکار کے ذوق کی وجہ سے روزانہ ہتھیاروں سے لیس رہتے، لوگ آپ کی ہیبت و جرات سے کافی مرعوب تھے، حتیٰ کہ ابو جہل آپ کے ہاتھوں شدید زخمی ہو کر مقابلے کی جرات تو کیا کرتا وہ آپ کی موجودگی میں زمین سے اٹھ بھی نہ پایا بلکہ کچھ لوگوں نے مدد کرنا بھی چاہی تو اس نے منع کر دیا کیونکہ وہ اس حقیقت سے بخوبی واقف تھا کہ اگر اس شیر کے غیظ و غضب کو آواز دی تو جان سے ہاتھ دھونے پڑیں گے۔

مشیتِ ایزدی کو یہ منظور ہوا کہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و جرات دین حق کے غلبے اور دفاعِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کام آئے لہذا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے آپ کے قلب مبارک کو نور ایمان سے منور فرمادیا اور آپ کی زبان

مبارک پہ کلماتِ ایمان جاری فرما کر آپ کو ابدی سعادتوں سے ہمکنار کر دیا، قبولِ اسلام کے بعد آپ کی شجاعت اور جرات پہلے سے کئی گنا بڑھ گئی، اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان چیز ہی ایسی ہے جو انسان کو ربِ ذوالجلال کا خوف بخش کر باقی ہر خوف، حزن اور ملال سے بے نیاز کر دیتی ہے۔

نبوت کے چھٹے سال قبولِ اسلام سے لے کر تین ہجری میں اپنی شہادت تک آپ کا لمحہ لمحہ اسلام کی نشر و اشاعت، دفاعِ اسلام اور دفاعِ ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں گزرا، آپ اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرماتے۔ غزوات میں آپ کے بہادرانہ کارنامے تاریخ کے صفحات پر زریں حروف میں رقم ہیں۔

## غزوات

سر یہ حمزہ

چونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک اعلیٰ ترین سپہ سالار ہیں لہذا مدینہ منورہ پر کفارِ مکہ کے ممکنہ حملوں کے پیش نظر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفاعی اور حفاظتی نکتہ نظر سے کچھ فوجی دستے روانہ کیے جن میں سے پہلا دستہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سربراہی میں روانہ فرمایا، ہجرت کے سات ماہ بعد رمضان المبارک میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو تیس مہاجرین کے ایک لشکر کا سالار بنا کر بھیجا گیا اور اس موقع پر انہیں اسلام کا پہلا علم بھی عطا کیا گیا اس علم کا رنگ سفید تھا، سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے اشعار بھی اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ اسلام کے اولین علمبردار آپ ہی ہیں۔

فما برحوا حتی انتدبت لغارة

لهم حيث حلوا أبتغى راحة الفضل

مشرکین اپنے کفر پر قائم رہے، یہاں تک کہ میں ان کے پڑاؤ کرنے کی جگہ چھاپا مارنے کے لیے لپکا، مجھے فضیلت و سبقت کی تمنا تھی۔

بأمر رسول الله ، أول خافق  
عليه لواء لم يكن لاح من قبلى

یہ رسول اللہ کے حکم سے ہوا، اس سریہ پر پہلا پرچم پھڑپھڑا رہا تھا جو مجھ سے پہلے  
نمودار نہ ہوا تھا۔

لواء لديه النصر من ذى كرامة  
إله عزيز فعله أفضل الفعل

یہ پرچم ایسا تھا کہ اللہ عزیز و مقتدر کی مدد ساتھ تھی جو ایسا زبردست الہ ہے جس کا کرنا  
سب سے خوب کرنا ہے۔

اس فوجی دستے کو بھیجنے کا مقصد یہ تھا کہ یہ لوگ ابو جہل کے تین سواروں  
پہ مشتمل تجارتی قافلے کی نقل و حرکت پہ نظر رکھیں۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ  
عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے احکامات پر عمل کرتے ہوئے اس قافلہ کی  
ہر طرح کی نقل و حرکت کو نظر میں رکھا، سیف البحر کے ساحل پر مقام عیص پر دونوں  
لشکر آمنے سامنے صف آرا ہو گئے۔ لیکن قبیلہ جہینہ کے سردار مجدی بن عمرو جہنی کی  
سفارتی کوششوں سے (جو مسلمانوں اور قریش کا حلیف تھا) یہ جنگ ٹل گئی۔ اس  
واقعہ میں دونوں اطراف کے درمیان کوئی جنگی جھڑپ نہ ہوئی اور قافلہ کے گزر  
جانے کے بعد حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اپنے مختصر لشکر کے ہمراہ واپس مدینہ  
شریف تشریف لے آئے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ لشکر بھیجنے کا ایک مقصد

کفارِ مکہ اور ابو جہل کو ایک سخت پیغام پہنچانا بھی تھا، جو ان تک پہنچ گیا تھا، تاریخ میں اس سریہ کو سریہ حمزہ کے علاوہ سریہ سیف البحر بھی کہا جاتا ہے۔

نوٹ: غزوہ اس فوجی مہم کو کہتے ہیں جس میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بنفس نفیس تشریف لے گئے ہوں، خواہ جنگ ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو اور سریہ وہ فوجی مہم جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خود تشریف نہ لے گئے ہوں۔

### غزوۃ ابواء

یہ پہلی جنگی مہم تھی جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بذات خود شرکت فرمائی، اور مدینہ شریف سے باہر بارہ دن گزارے، ہجرت کے بارہ مہینے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریش کے ایک قافلے کی سرکوبی کے لئے جہاد کے سفر پر نکلے، یہ سفر مقام ”ابواء“ کے قریب ”وڈان“ تک ہوا، اسی لیے اس غزوہ کو غزوۃ ابواء اور غزوۃ وڈان دونوں ناموں سے یاد کیا جاتا ہے، اس لشکر کا علم حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو عطا کیا گیا، اسلامی لشکر کی سپہ سالاری کا منصب بھی آپ ہی کے پاس تھا، قافلہ قریش تو ہاتھ نہ آیا، مگر بنو ضمہ کے سردار سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معاہدہ امن طے ہو گیا۔

### غزوہ ذی العشیرہ اور غزوہ بنی قینقاع

ان دو غزوات میں بھی علم بردار حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ہی تھے، غزوہ



ذی العُشیرہ کا مقصد قریش کے تجارتی قافلے کا تعاقب تھا، مگر اس غزوہ کا فائدہ یہ ہوا کہ بنو ضمیرہ کی طرح انہی شرائط پر بنو مدلج قبیلے سے بھی معاہدہ امن طے پا گیا۔ جبکہ غزوہ بنو قینقاع کا مقصد بنو قینقاع کے یہودیوں کو ان کی عہد شکنی کی سزا دینا تھا۔

### غزوہ بدر میں سید الشہداء کی شجاعت کے مناظر

غزوہ بدر 17 رمضان المبارک 2 ہجری کو کفار مکہ اور مسلمانانِ مدینہ کے درمیان بدر نامی میدان میں ہوا، اسے غزوہ بدر الکبریٰ بھی کہتے ہیں قرآن مجید نے اسے یوم الفرقان کہا ہے، اس میں مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ 313 تھی، یہ 313 نفوس قدسیہ ساز و سامان کی قلت کا بھی شکار تھے جبکہ کفار ایک ہزار تھے اور ہر طرح کے ہتھیاروں اور ساز و سامان سے لدے ہوئے اکڑ اور غرور سے بوجھل میدان میں آئے۔

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ جنگ شروع ہونے سے پہلے دشمنوں کے لشکر کے قریب رہنے والے اور ان کی نقل و حرکت کا بغور جائزہ لینے والے بھی آپ ہی ہیں آپ کی جرأت و بیباکی کا عالم یہ تھا کہ جب دو بدو جنگ شروع ہوئی تو آپ دشمن کے لشکر کے وسط میں گھس کر صفیں چیرتے جاتے تھے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ”مشرکوں کی فوج کے قریب کھڑے حمزہ سے پوچھو، کون ہے جو سرخ اونٹ پر پھر رہا ہے؟ انھوں نے بتایا کہ یہ عتبہ بن ربیعہ ہے جو اپنی فوج کو جنگ سے باز رہنے کی اپیل کر رہا ہے۔“ (مسند احمد، رقم ۸۴۹)

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ بے خوف و خطر دشمن کے لشکر کے آس پاس رہ کر ان کی نقل و حرکت اور کاروائیوں کو نظر میں رکھتے تھے۔

### غزوہ بدر کا پہلا مقتول

جنگ کا پہلا مقتول حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ہی واصلِ جہنم کیا، سب سے پہلے اسود بن عبدالاسد مخزومی نکلا اور بولا: میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ میں یا تو مسلمانوں کے حوض سے پانی پیوں گا یا اسے ڈھا دوں گا یا اس کے پاس مرجاؤں گا۔ حضرت امیر حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اس کا مقابلہ کرنے آئے اور تلوار کا وار کر کے اس کی آدھی پنڈلی کاٹ پھینکی۔ وہ کمر کے بل گرا اور اپنی قسم پوری کرنے کے لیے حوض میں جا گرا۔ حضرت حمزہ نے اس کا پیچھا کیا اور ایک اور وار کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔

### جنگ بدر کے پہلے مبارز

جنگ کی ابتدا انفرادی مقابلوں سے ہوئی، صف آرائی کے بعد کفار کی

جانب سے عتبہ، شیبہ اور ولید میدان میں آئے، ان سے مقابلہ کرنے کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تین انصاری جوان بھیجے لیکن طاقت کے نشے میں چور عتبہ بولا کہ یہ ہماری ٹکر کے نہیں ہیں ہمارے مقابل ایسے لوگ بھیجو جو ہمارے برابر کے ہوں، پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ، حضرت مولائے کائنات سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو بھیجا، عتبہ حضرت امیر حمزہ کے سامنے آیا، آپ نے ایک وار میں اس کے غرور کا خون کر دیا اور وہ خاک و خون میں لت پت ہو کر عبرت کی تصویر بن گیا، حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم نے شیبہ کا کام تمام کر دیا۔

جبکہ ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ اور ولید کے درمیان کشمکش جاری رہی جس سے وہ کافی زخمی ہوئے، حضرت امیر حمزہ اور سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے مل کر حملہ کیا اور ولید کا خاتمہ کر دیا، یہ دیکھ کر طعیمہ بن عدی جوش انتقام میں آگے بڑھا، لیکن حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ایک ہی وار میں اس کو بھی ڈھیر کر دیا، یعنی آپ ان تین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں جنہوں نے اسلام کے لیے سب سے پہلے تلوار اٹھائی۔

بدر میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی انوکھی شان

انفرادی حملوں کے بعد مشرکین نے طیش میں آ کر عام حملہ کر دیا، دوسری

طرف سے مجاہدین اسلام بھی اپنے دلاوروں کو نرغہ میں دیکھ کر ٹوٹ پڑے، نہایت گھمسان کا رن پڑا، اسد اللہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے دستار پر شتر مرغ کے پر لگائے ہوئے تھے، اس لیے آپ جس طرف گھس جاتے تھے صاف نظر آتے تھے، آپ کے دونوں ہاتھوں میں تلوار تھی اور مردانہ وار دوستی حملوں سے دشمن کی صفوں کا صفایا کر رہے تھے۔ آپ میدان میں جس طرف بھی جاتے کفار کی صفوں کو درہم برہم کر دیتے، آپ کی تلوار کفار کو ان کے اصل مقام یعنی جہنم تک پہنچانے میں برق رفتار تھی آپ نے کفار کے کئی نامی گرامی پہلوانوں اور سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا اور یوں بدر کی جنگ کامیابی سے ہمکنار ہوئی۔ غزوہ بدر میں کفار کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے آپ ہی ہیں۔ مکہ کے مشرکین بہت سے قیدی اور مال غنیمت چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے تو بعض قیدیوں نے پوچھا: ”یہ شتر مرغ کے پر لگائے کون ہے؟“ لوگوں نے کہا: ”امیر حمزہ رضی اللہ عنہ!“

بولاً ”آج ہم کو سب سے زیادہ نقصان اسی نے پہنچایا“۔ (اسد الغابہ، تذکرہ حمزہ)

ایک روایت میں ہے کہ غزوہ بدر کے روز حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی اپنے پرانے مکی دوست امیہ بن خلف سے ملاقات ہوئی تو اس نے پوچھا: ”وہ شخص کون ہے جس نے اپنے سینے پر شتر مرغ کے پر لگا رکھے ہیں؟“ انھوں نے بتایا: ”یہ حمزہ بن عبدالمطلب ہیں۔“ امیہ بولا: ”یہی تو ہے جس نے (آج) ہمیں بڑا

نقصان پہنچایا ہے۔“ قریش کہتے تھے کہ آج ہمیں صفیہ بنت عبدالمطلب کے بھائی حمزہ، ان کے بیٹے زبیر بن عوام اور بھتیجے علی بن ابوطالب نے بہت نقصان پہنچایا۔

غزوہ احد میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت

غزوہ بدر میں کفار کی شکست فاش اور مسلمانوں کی فتح مبین نے کفار مکہ کی طاقت کو پارہ پارہ کر کے انہیں ذلیل و خوار کر دیا تھا وہ شب و روز آتش انتقام میں جل رہے تھے وہ اپنے انتقام کی آگ بجھانا، ذلت مٹانا اور تجارتی راستوں پر دوبارہ قبضہ کرنا چاہتے تھے جن پر بدر کے بعد مسلمانوں کی بالادستی قائم ہو گئی تھی، لہذا اگلی جنگ کی تیاری کے لیے خوب مال و اسباب جمع کیا گیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیارے چچا حضرت سیدنا عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے بذریعہ خط آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کفار کی تیاریوں کی اطلاع دی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے جانثاروں کو جمع کر کے مجلس مشاورت منعقد کی تاکہ یہ فیصلہ ہو سکے کہ مدینہ کے اندر رہ کر دفاعی جنگ کی جائے گی یا مدینہ سے باہر جنگ لڑی جائے گی، بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی رائے یہ تھی کہ مدینہ کے اندر رہ کر جنگ کی جائے کیونکہ اس طرح جنگ کرنا اور کفار کو پسپا کرنا نسبتاً آسان ہوگا جبکہ نوجوان صحابہ جن میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے ان کی رائے یہ تھی کہ مدینہ سے باہر رہ کر کسی میدان میں قتال کیا جائے تاکہ کوئی یہ نہ سمجھے کہ مسلمان کفار

سے ڈر کر اور مرعوب ہو کر اپنے شہر میں مورچہ بند ہو گئے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے ان الفاظ میں اپنے گراں قدر جذبات کا والہانہ اظہار کیا: ”اور قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ پر کتاب نازل کی ہے میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا جب تک مدینے سے باہر رہ کر اپنی تلوار سے کفار سے لڑ نہ لوں۔“ چنانچہ اسی رائے کے مطابق فیصلہ ہوا اور مسلمانوں کا لشکر مدینہ سے باہر کی جانب روانہ ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خواب

جنگ سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خواب دیکھا تھا جس کا ذکر حضرت سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کی روایت میں ملتا ہے، خادم رسول حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا، فرمایا: ”میں نے دیکھا جیسے میں ایک مینڈھے کا پیچھا کر رہا ہوں، اور میری تلوار کا ایک کنارہ ٹوٹ گیا ہے، میں نے اس کی تعبیر یہ کی ہے کہ میں قوم کے سردار کو قتل کروں گا، اور میں نے یہ تعبیر کیا ہے کہ تلوار کے کنارے سے میرے خاندان کا کوئی آدمی مراد ہے (جسے شہادت کا درجہ ملے گا)۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4896)

چونکہ اللہ کی خاص عطا سے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ حقیقت معلوم تھی کہ آپ کے چچا سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اس جنگ میں شہید ہو جائیں گے، لہذا آپ نے جنگ احد کی رات سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ سے خصوصی گفتگو فرمائی اور آپ سے اللہ کی وحدانیت اور رسالت کی گواہی لی اور آپ کی حوصلہ افزائی فرمائی اور آپ کو دعائیں دیں۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس گفتگو سے شہادت کی خوشبو محسوس ہوتی تھی اور یہ الوداعی گفتگو جیسی تھی اسی لیے اس موقع پر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور آپ کی چشمان مبارک سے آنسو جاری ہو گئے۔

**سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا علمبردار کفار کا قتل**

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد کے میدان میں پہنچ کر لشکر کو منظم کیا اور خاص حکمت عملی سے اسے ترتیب دیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو لشکر کے قلب یعنی مرکزی حصے میں متعین فرمایا، آپ دونوں ہاتھوں میں تلواریں لئے بجلی کی سی تیزی سے مقابل کی طرف بڑھتے چلے جاتے۔ زبان پر اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس کے ترانوں کے ساتھ بیک وقت دونوں تلواریں چلاتے تو کسی کی مجال نہ ہوتی تھی کہ سامنے سے وار کرے، دشمن کا سارا زور خود کو بچانے میں صرف ہو جاتا، حریف آپ کی جرات و ہیبت کے انداز

دیکھ کر ہی سہم جاتے۔ ایسی شانِ شجاعت اور ایسا دمِ خم ہر کسی کو نصیب نہیں ہوتا۔ جب جنگ شروع ہوئی تو عرب کے دستور کے مطابق پہلے انفرادی جنگ ہوئی یعنی کفار کا ایک فرد اور اہل ایمان کا ایک فرد باہم قتال کرنے لگے، سب سے پہلے کفار کے لشکر کا علمبردار طلحہ صف سے آگے آیا اور مقابلے کے لئے للکارا۔ حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کے مقابلے کے لئے نکلے اور اسے قتل کر دیا۔ اس پر طلحہ کا لڑکا جوشِ انتقام سے نکلا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر اس کا خاتمہ کر دیا اور یہ فرماتے ہوئے واپس پلٹے۔

أَنَا ابْنُ سَاقِي الْحُجَّاجِ

"میں حاجیوں کو پانی پلانے والے کا بیٹا ہوں۔"

سید الشہداء کی جنگجوئی کے جوہر

پھر عام لڑائی شروع ہو گئی۔ حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم، حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا ابو دجانہ انصاری رضی اللہ عنہ دشمن کی فوج کی صفوں میں گھس گئے اور دشمن کے سپاہیوں کو جہنم رسید کرنا شروع کر دیا۔ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے بہادری اور دلاوری کے خوب جوہر دکھائے آپ دشمن کی صفوں کو درہم برہم کرتے ہوئے لشکر کے قلب میں گھس گئے، اور دشمنوں کو تہ تیغ کرنے لگے، اور آپ کی زبان پر یہ الفاظ تھے۔



عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ، قَالَ كَانَ حَمْزَةُ ابْنُ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ يُقَاتِلُ يَوْمَ  
أَحَدِ بَيْنَ يَدَيِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ، وَيَقُولُ: أَنَا أَسَدُ  
اللَّهِ

حضرت سعد ابن ابی وقاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ”حضرت حمزہ بن  
عبد المطلب رضی اللہ عنہ غزوہ احد کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے  
سامنے جہاد کر رہے تھے اور ساتھ ساتھ یہ کہہ رہے تھے میں اللہ تعالیٰ کا شیر ہوں۔“  
سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا آخری شکار

اس معرکے میں آپ کے ہاتھوں اکتیس کفار واصل جہنم ہوئے آپ کے  
ہاتھوں لقمہ اجل بننے والا آخری کافر ام انمار کا بیٹا سباع بن عبد العزیٰ تھا وہ طاقت  
کے نشے میں چور لکارتا ہوا آگے بڑھا اور بولا ”ہے کوئی جو میرا مقابلہ کرے۔“  
حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے اس کی لکار کا جواب دیتے ہوئے اپنی تلوار کا  
رخ اسکی جانب موڑا اور ایک وار میں اسے واصل جہنم کر دیا۔

## حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت

جنگ بدر میں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے قریش کے کئی ایسے سرداروں کو موت کے گھاٹ اتارا تھا جو فخر قریش اور آبروئے اہل مکہ تھے، ان کے قتل سے اہل مکہ کے دلوں پر جو کاری زخم لگے تھے وہ ناسور کی شکل اختیار کر گئے تھے۔

بدر میں حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے حضرت سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم اور حضرت سیدنا زید بن حارثہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ مل کر ابوسفیان کے ایک بیٹے حظلہ کو قتل کیا اور دوسرے بیٹے عمرو کو قید کیا تھا، آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایذائیں دینے والے ابوقیس بن فاکہ کو جہنم واصل کیا۔ اس کے علاوہ نبیہ بن حجاج اور ابوقیس بن ولید کو بھی آپ نے ہی جہنم واصل کیا۔ عتیب بن زمعہ بھی حضرت سیدنا امیر حمزہؓ اور حضرت سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہما کی مشترکہ کاوشوں سے قتل ہوا۔ عائد بن سائب بدر کے دن قید ہوا، پھر فردیہ دے کر چھوٹا، تاہم مکہ سے لوٹتے ہوئے دوران جنگ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے لگائے ہوئے زخم سے ہلاک ہوا۔

ان ہی مقتولوں کی فہرست میں ایک طعیمہ بن عدی بھی تھا جو جبیر بن مطعم کا چچا تھا اسے بھی سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ نے لقمہ اجل بنایا تھا اور عتبہ جو ہند زوجہ

ابوسفیان کا باپ اور قریش کا معروف سردار اور ماہر جنگجو تھا وہ بھی سیدنا امیر حمزہؓ کے ایک وار سے ڈھیر ہو گیا تھا۔ مقتولین کے وارثوں کے سینے آتش انتقام سے دہک رہے تھے۔

جبیر بن مطعم کا ایک حبشی غلام تھا جس کا نام وحشی بن حرب تھا، جبیر نے اسے یہ لالچ دیا کہ اگر وہ سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کو معاذ اللہ قتل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو اسے آزاد کر دیا جائے گا اور ہند نے اسے اپنے زیورات اور نقدی سے مالا مال کرنے کا لالچ دیا اور بھی کئی سرداران مکہ اسے لالچ دے رہے تھے کیونکہ وہ ماہر نیزہ باز تھا اور اس کا نشانہ بھی نہیں چوکتا تھا وہ اس کام پر آمادہ ہو گیا۔

غزوہ احد کے دن سباع بن عبدالعزی کے قتل کے بعد سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ پلٹے تو آپ کا قدم مبارک ایک پتھر میں لگا اور آپ پھسل گئے بس تاک لگائے ہوئے دشمن نے اسی ایک لمحے کا فائدہ اٹھا کر نیزہ دے مارا جو سیدھا ناف میں لگا اور آ رہا ہو گیا، اس حالت میں بھی اللہ اور اسکے رسول کے شیر سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شجاعت و جرأت کا عالم دیکھیے کہ آپ اسی حالت میں وحشی پر حملہ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے مگر زخموں کی تاب نہ لا کر دوبارہ گر گئے اور جام شہادت نوش فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

### جسدِ اطہر کی بے حرمتی

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت سے دشمنوں کی آتشِ انتقام سرد نہ ہوئی تو انہوں نے آپ کے جسم مبارک کا مثلاً کیا اور مبارک اعضاء کاٹ کر ان کی شدید ترین بے حرمتی کی حتیٰ کہ ہند نے آپ کا جگر نکال کر اسے چبایا اور ننگے کی کوشش کی مگر ایسا نہ کر سکی۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غم و اندوہ

کفار کے بھاگنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پیارے چچا کا جسدِ اطہر تلاش کرنے لگے مگر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جسم مبارک مل نہیں رہا تھا کہ اتنے میں ایک شخص نے بتایا کہ اس نے فلاں درخت کے پاس انہیں دیکھا ہے جب رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محبوب چچا کے پاس پہنچے اور آپ کے جسمِ اقدس کی بے حرمتی دیکھی تو آپ اشک بار ہو گئے اور غم و اندوہ کی وجہ سے سسکیاں بندھ گئیں، یہ غم آپ کے لیے بہت کڑا غم تھا، آپ کی زبان مبارک پر یہ الفاظ تھے۔

لَنْ أَصَابَ بِمِثْلِكَ أَبَدًا

(تیری طرح ہرگز کوئی راہِ خدا میں شہید نہ ہوگا۔)

حضرت جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جب حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کے چہرے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر پڑی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رو دیے، اور جب آپ نے دیکھا کہ ان کا مُثلہ کر دیا گیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سسکیاں بندھ گئیں۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”کیا ان کو کفن نہیں دیا جائے گا؟“ پھر ایک انصاری آدمی نے کھڑے ہو کر ایک کپڑا پیش کیا۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تمام شہداء کے سردار حضرت حمزہ ہی ہیں۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4900)

### حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا کا صبر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا جو حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی سگی بہن ہیں جب انہیں اپنے بھائی کی شہادت کی خبر ملی تو وہ دوڑتی ہوئی میدان میں آئی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب ان کو آتے دیکھا تو ان کے صاحبزادے زبیر بن عوام رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اپنی والدہ کو میدان میں آنے سے روکیں کیونکہ اگر وہ اپنے بھائی کو اس حالت میں دیکھیں گی تو صبر نہ کر پائیں گی، لیکن حضرت صفیہ کا کمال صبر دیکھیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں تشریف لائیں اور عرض کیا: ”اے اللہ کے رسول صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم مجھے خبر ہے کہ ان کا مثلہ کیا گیا ہے میں صبر کروں گی اور اللہ سے ثواب کی امید بھی رکھوں گی۔“ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے سینے پر ہاتھ رکھ کر انہیں دعا دی، آپ نے انتہائی صبر و استقامت کا مظاہرہ کیا اپنے بھائی کو دیکھا اور ان کے لیے دعائے مغفرت کی۔

## سید الشہداء کے حق میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارتیں

محمد بن عمر اپنے اساتذہ کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ”تیری طرح کبھی کوئی شہید نہیں ہوگا۔“ پھر حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا اور اپنی پھوپھی حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ”تم خوش ہو جاؤ کیونکہ میرے پاس حضرت جبریل امین تشریف لائے تھے، انہوں نے مجھے بتایا ہے کہ حمزہ کو آسمانوں میں حمزہ بن عبدالمطلب اسد اللہ و اسد رسول (اللہ اور اس کے رسول کے شیر) کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔“ (مسند رک حاکم حدیث: 4881)

حضرت یحییٰ بن عبد الرحمن بن ابی لیبہ اپنے دادا کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے بے شک ساتویں آسمان پر لکھا ہوا ہے حمزہ بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر ہیں۔“ (مسند رک حاکم حدیث: 4898)

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تمام شہیدوں کے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں اور ایسا

شخص ہے جو جابر بادشاہ کے سامنے حق بات کہے اور وہ اس کی پاداش میں اس کو قتل کروادے۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4884)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”میں گزشتہ رات جنت میں گیا، میں نے وہاں پر حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کو پرندوں کے ہمراہ اڑتے دیکھا۔ اور حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ ایک تخت پر ٹیک لگائے بیٹھے تھے۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4890)

حضرت سیدنا امیر حمزہ کی نماز جنازہ اور تکفین و تدفین

شہدائے احد رضی اللہ عنہم کی نماز جنازہ کے متعلق مختلف روایات ملتی ہیں ہمارے نزدیک ارجح ترین یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب شہداء سے پہلے اپنے پیارے چچا حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ پڑھی پھر آپ کا جسد مبارک اٹھایا نہ گیا بلکہ وہیں موجود رہا اور پھر باقی 69 شہداء میں سے باری باری ایک ایک شہید کو سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے پہلو میں رکھا جاتا اور نماز جنازہ پڑھی جاتی یوں سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ ستر بار پڑھی گئی۔



## حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامات

### اجسام تروتازہ

قرآن مجید میں حیاتِ شہداء کا ذکر کئی جگہ ملتا ہے شہداء کو جسمانی و روحانی دونوں طرح کی حیات عطا ہوتی ہے بلکہ انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے لیکن ان کی حیات کی کیفیت انسانوں کی عقل سے ماورا اور ادراک سے باہر ہے البتہ تاریخ میں ایک واقعہ ایسا بھی پیش آیا جس کی بدولت اہل ایمان نے حیاتِ شہداء کا مشاہدہ کیا غزوہ احد کے تقریباً 46 سال کے بعد ایک مرتبہ ایک نہر کی کھدائی کے دوران بعض شہداء کی قبور کھل گئیں، اور شہداء کے اجساد مبارکہ ظاہر ہو گئے لوگوں نے مشاہدہ کیا کہ شہداء کے اجسام بالکل تروتازہ اور ان کے کفن بالکل سلامت تھے گردشِ وقت نے ان کے اجسام کو چھوا تک نہیں تھا یوں محسوس ہوتا تھا جیسے وہ ابھی ابھی دفن کیے گئے ہیں اور امن و چین کی نیند سور ہے ہیں، طبقات ابن سعد میں ہے کہ اسی دوران اتفاق سے ایک شہید کے قدم مبارک پر نیلچا لگ گیا جس سے خون بہہ نکلا، پتا چلا کہ وہ جسد مبارک عم رسول سید الشہداء سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا تھا۔

### سلام کا جواب

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مرقد منور پہ جا کر سلام عرض کیا

جائے تو آپ جواب بھی عنایت فرماتے ہیں کثیر لوگ اس بات کے شاہد ہیں کہ انہیں بارگاہِ سید الشہداء رضی اللہ عنہ سے جواب عنایت ہوا، حدیث پاک میں بھی شہدائے احد کی یہ فضیلت بیان کی گئی ہے کہ تاقیامت جو بھی ان سے سلام کرے گا وہ اسے جواب دیں گے، اور جب سب شہدائے احد کا جواب دینا ثابت ہے تو سید الشہداء کے جواب کا کیا کہنا۔

روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے احد میں شہداء کی قبور کی زیارت کی اور کہا: ”اے اللہ! بے شک تیرا بندہ اور تیرا نبی یہ گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ شہید ہیں اور بے شک قیامت تک جو آدمی بھی ان کی زیارت کرے اور ان کو سلام کرے تو یہ اس کا جواب دیں گے۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4320)

حضرت عطف کہتے ہیں میری خالہ نے مجھے بتایا کہ انہوں نے شہداء کی قبور کی زیارت کی وہ کہتی ہیں اس دن میرے ساتھ دو غلاموں کے سوا اور کوئی نہ تھا وہ بھی سواری کی حفاظت پر مامور تھے۔ وہ کہتی ہیں میں نے شہداء کو سلام کیا تو میں نے جواب سنا۔ جواب یہ آیا کہ ”خدا کی قسم! ہم تمہیں اسی طرح پہچانتے ہیں جیسے ہم ایک دوسرے کو پہچانتے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں (یہ آواز سن کر) میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے، میں نے غلام سے کہا میرا بچہ میرے قریب کرو تو میں اس پر سوار ہو گئی۔“ (مستدرک حاکم حدیث: 4320)

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے درانور پر مانگی جانے والی دعائیں مقبول ہوتی ہیں اور مرادیں ملتی ہیں۔

حضرت ابو العباس مرسى رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ایک مرتبہ میں حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے مزار مبارک پر حاضری کے لئے نکلا تو ایک شخص میرے پیچھے پیچھے چل دیا، جب ہم مزار مبارک پر پہنچے تو مزار مبارک کا دروازہ خود بخود کھل گیا، ہم اندر گئے تو وہاں رجال الغیب (حفاظت پر مامور اللہ کی غیبی جماعت) میں سے ایک شخص کو دیکھا، اس وقت میں نے اللہ پاک سے دعا کی:

اللَّهُمَّ أَسْأَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ وَالْمُعَافَاةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ

اے اللہ پاک! میں تجھ سے دنیا و آخرت میں عفو و عافیت کا سوال کرتا ہوں۔

شیخ ابو العباس مرسى رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: میں نے اپنے ساتھی سے کہا: یہ قبولیت دعا کا وقت ہے، اللہ پاک سے جو چاہئے مانگ لو! میرے اس ساتھی نے دعا مانگی کہ یا اللہ پاک مجھے ایک دینار (سونے کا سکہ) مل جائے۔ فرماتے ہیں: یہاں سے فارغ ہو کر میں اپنے پیر و مرشد حضرت ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ شخص بھی میرے ساتھ تھا، ابھی کوئی بات بھی نہ ہوئی تھی، اس سے پہلے ہی شیخ ابو الحسن شاذلی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص سے فرمایا: اے کم ہمت! دعا کی قبولیت کا وقت تھا اور تو نے صرف ایک دینار مانگا، تو نے ابو

العباس کی طرح دنیا و آخرت میں غفوَ عافیت کا سوال کیوں نہ کر لیا۔ (مرقاۃ المفاتیح)  
زیارت سیدنا جبریل امین علیہ السلام

حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کا حضرت سیدنا جبریل امین علیہ السلام کی زیارت کرنا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ اور سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی کرامت ہے، حضرت جبریل امین علیہ السلام وہ ہستی ہیں جو ملائکہ کے سردار اور انبیائے کرام علیہم السلام کے پاس پیغاماتِ الہی لے جانے پر مامور ہیں ایک غیر نبی کا آپ کی زیارت کرنا بہت بڑا شرف اور عظیم الشان فضیلت ہے جو عم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوئی۔ ایک بار سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں درخواست کی کہ میں حضرت جبریل علیہ السلام کو ان کی اصلی صورت میں دیکھنا چاہتا ہوں، ارشاد ہوا: آپ دیکھنے کی طاقت نہیں رکھتے، آپ نے اصرار کیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین پر بیٹھ جائیے، کچھ دیر بعد حضرت جبریل امین علیہ السلام حرم کعبہ میں نصب شدہ ایک لکڑی پر اترے تو سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: چچا جان نگاہ اٹھائیے اور دیکھئے، آپ نے جو نبی اپنی نگاہ اٹھائی تو دیکھا کہ حضرت جبریل علیہ السلام کے دونوں پاؤں سبز زبرجد کے ہیں، بس! اتنا ہی دیکھ پائے اور تاب نہ لا کر بے خود ہو گئے۔ (الطبقات الکبریٰ از ابن سعد)

## شہدائے احد کی قبور کی زیارت کا نبوی معمول

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ مبارک معمول تھا کہ آپ بنفسِ نفیس شہدائے احد کی قبور پر تشریف لے جایا کرتے، ان کی جائناریوں کو یاد کرتے، ان کے لیے دعا فرماتے اور سلام کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع میں خلفائے راشدین اور دیگر اصحاب رضی اللہ عنہم کا بھی یہی معمول تھا، یعنی شہدائے احد کی قبور پر جانا اور سلام پیش کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، خلفائے راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سنت ہے۔

حضرت محمد بن ابراہیم التیمی سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سال کے آغاز میں شہداء کی قبروں پر تشریف لاتے تھے اور فرماتے:

سَلِّمُ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ  
تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کے صلہ میں آخرت کا گھر کیا خوب ہے۔

(مصنف عبدالرزاق 3: 573)

ایک روایت میں ہے: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شہدائے احد کی زیارت کی اور فرمایا: ”اے اللہ تیرا بندہ اور تیرا نبی گواہی دیتا ہے کہ یہ شہید ہیں اور

جو شخص قیامت تک ان شہداء کی زیارت کرے گا اور سلام پیش کرے گا یہ ان کو اس کا جواب دیں گے۔“ (مستدرک حاکم 3/331)

سید الشہداء اور شہدائے احد کی بارگاہ میں اہل محبت کا سلام  
نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے بکثرت اہل  
ایمان مدینہ منورہ میں سید الشہداء کے مزار مقدس پر آداب ملحوظ رکھتے ہوئے ضرور  
حاضری دیتے ہیں، سید الشہداء اور شہدائے احد کی قبور پہ حاضری کے آداب وہی  
ہیں جو دیگر صالحین کی قبور کے ہیں، سلام کے لیے بھی کوئی مخصوص الفاظ مقرر نہیں  
ہیں، اپنے اپنے ذوق کے مطابق کسی بھی انداز میں سلام پیش کیا جاسکتا ہے البتہ  
اہل دل سے سلام کے جو الفاظ منقول ہیں وہ اردو ترجمہ سمیت نیچے درج کئے جا  
رہے ہیں۔

شہدائے احد کو مجموعی سلام

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءُ يَا سَعْدَاءُ

سلام ہو آپ پر اے شہیدو! اے نیک بختو!

يَا نَجَبَاءُ يَا نَقَبَاءُ يَا أَهْلَ الصِّدْقِ وَالْوَفَاءِ

اے شریفو! اے سردارو! اے صدق و وفا والو!

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا مُجَاهِدِیْنَ فِی سَبِیلِ اللّٰهِ حَقِّ جِهَادِهِ  
سلام ہو آپ پر اے مجاہدو! اے اللہ کی راہ میں جہاد کا حق ادا کرنے والو!

سَلَامٌ عَلَیْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ  
سلامتی ہو تم پر، تمہارے صبر کے بدلے، تو پچھلا گھر کیا ہی خوب ہے۔

اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ یَا شُهَدَاءَ اُحُدٍ کَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُهُ  
تم سب پر سلام ہو اے شہدائے احد، آپ پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں اور برکتیں نازل  
ہوں۔

سلام کے مندرجہ بالا الفاظ میں سے حسب ذوق کسی بھی طریقہ سے سلام  
پیش کیا جاسکتا ہے۔

سید الشہداء کی بارگاہ میں سلام مؤدبانہ

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا حَمْرَةَ السَّلَامِ عَلَیْكَ یَا عَمَّ رَسُوْلِ اللّٰهِ السَّلَامُ  
عَلَیْكَ یَا عَمَّ نَبِیِّ اللّٰهِ السَّلَامِ عَلَیْكَ یَا عَمَّ حَبِیْبِ اللّٰهِ السَّلَامِ عَلَیْكَ یَا  
عَمَّ الْمُصْطَفٰی السَّلَامِ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَ الشُّهَدَاءِ وَ یَا اَسَدَ اللّٰهِ وَ اَسَدَ رَسُوْلِهِ  
اَلسَّلَامِ عَلَیْكَ یَا سَیِّدَنَا عَبْدَ اللّٰهِ بَنَ جَحْشِ  
اَلسَّلَامِ عَلَیْكَ یَا مُضْعَبَ بَنِ عُمَیْرِ

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا شُهَدَاءَ أَحَدٍ كَافَّةً عَامَّةً وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

اے ہمارے سردار حمزہ رضی اللہ عنہ آپ پر سلام ہو، اے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا آپ پر سلام ہو، اے اللہ کے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا آپ پر سلام ہو، اے عم مصطفیٰ! آپ پر سلام ہو، اے شہیدوں کے سردار اے اللہ کے اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ پر سلام ہو، اے ہمارے سردار عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ آپ پر سلام ہو، اے مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ آپ پر سلام ہو، اے شہدائے احد آپ سب پر اللہ کی رحمتیں اور برکتیں ہوں۔



سید الشہداء حضرت امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شان میں

اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا منظوم نذرانہ عقیدت

چونکہ حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کی شہادت ایک اہم واقعہ تھا جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قلب اطہر کو بھی بہت غمگین کر دیا تھا، اور یہ شہادت اس حوالے سے بھی اہم تھی کہ آپ کو سید الشہداء کا مبارک لقب عطا ہوا تھا، لہذا اصحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں اپنی شاعری میں غزوہ احد کے واقعات منظوم کئے ہیں وہیں بالخصوص حضرت سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے فضائل و مناقب اور آپ کی شہادت کے رقت انگیز مناظر کو بھی بیان کیا ہے چند اصحاب رسول کے اشعار پیش خدمت ہیں۔

سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کا بارگاہ سید الشہداء میں خراج تحسین

رَأَيْتُ الْمُشْرِكِينَ بَغَوْا عَلَيْنَا

وَلَجُّوا فِي الْغَوَايَةِ وَالضَّلَالِ

مشرکین کو میں نے دیکھا کہ وہ ہم پر سرکشی کر رہے ہیں اور گمراہی و ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں۔

فَإِنْ يَبْغُوا وَيَفْتَحِرُوا عَلَيْنَا  
بِحَمْزَةٍ وَهُوَ فِي الْعُرْفِ الْعَوَالِي

پر اگر وہ سرکشی کرتے ہیں اور پھر سیدنا حمزہ کے قتل پر فخر کرتے ہیں تو یہ مناسب نہیں  
کیونکہ سیدنا حمزہ تو بہشت کے بالا خانوں میں ہیں۔

فَقَدْ أُوْدِيَ بِعُتْبَةَ يَوْمَ بَدْرٍ  
وَقَدْ أُوْدِيَ وَجَاهُ غَيْرِ الْ

اور کیونکہ حمزہ رضی اللہ عنہ نے بدر کے دن عتبہ کو ہلاک کیا اور بغیر کسی کمی اور کوتاہی  
کے جہاد کیا۔

وَقَدْ فَلَّتُ خَيْلَهُمْ بِبَدْرٍ  
وَأَتْبَعْتُ الْهَزِيمَةَ بِالرِّجَالِ

اور میں نے بھی ان کے داروں کو بدر میں شکست دی تھی اور ان کے جوانوں کے  
پیچھے ہزیمت لگا دی تھی۔

(دیوان علی بن ابی طالب مترجم ص 142)

ایک اور مقام پہ فرمایا:

لَهُمْ جَنَّاتُ مِّنَ الْفِرْدَوْسِ طَيِّبَةٌ  
لَّا يَعْتَرِيهِمْ بِهَا حَرٌّ وَلَا صَرَدٌ

ان کے لئے فردوس بریں کے پاک باغ ہیں اور ان کو اس باغ میں نہ گرمی لگے گی

سردی۔

صَلَّى الْإِلَٰهَ عَلَيْهِمْ كُلَّمَا ذَكَرُوا  
فَرُبَّ مَشْهَدٍ صَدَقَ قَبْلَهُ شَهْدُوا

خدا ان پر رحمت نازل کرے جب ان کا ذکر ہو اس لئے کہ اس سے پہلے بھی وہ کئی  
غزوات میں شجاعت کے جوہر دکھائے ہیں۔

قَوْمٌ وَفُوا لِرَسُولِ اللَّهِ وَاحْتَسَبُوا  
شُمُّ الْعَرَانِينَ مِنْهُمْ حَمَزَةٌ ۱ لَأَسَدٌ

یہ اسی قوم میں سے ہیں جنہوں نے اللہ کے رسول کے ساتھ وفا کی اور مخلص رہے وہ  
سب کے سب سردار تھے ان میں سے ایک حمزہ شیر خدا ہیں۔

لَيْسُوا كَقَتْلَىٰ مِنَ الْكُفَّارِ أَدْخَلَهُمْ  
نَارَ الْجَحِيمِ عَلَىٰ أَبْوَابِهِمْ رَصَدٌ

جو کفار میدان میں قتل ہوئے وہ ہرگز مسلمان شہداء کے ہم پلہ نہیں ہیں کیونکہ خدا ان  
کفار کو جہنم میں داخل کرے گا جنکے دروازوں پر نگہبان مقرر ہیں۔

(دیوان علی کرم اللہ وجہہ مترجم ص 60)

حضرت صفیہ بنت عبدالمطلب رضی اللہ عنہا کا بارگاہِ سید الشہداء میں

نذرانہ عقیدت

فَقَالَ الْخَيْرُ: إِنَّ حَمْزَةَ قَدْ ثَوَّى

وَزَيْرُ رَسُولِ اللَّهِ خَيْرُ وَزِيرٍ

خبر دینے والے نے بتایا ہے کہ حمزہ رضی اللہ عنہ شہید ہو گئے ہیں جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وزیروں میں بہترین وزیر ہیں۔

دَعَاهُ إِلَهُ الْحَقِّ ذُو الْعَرْشِ دَعْوَةً

إِلَى جَنَّةٍ يَخْيَا بِهَا وَسُرُورٍ

انہیں عرش کے مالک سچے معبود نے جنت کی طرف بلا لیا ہے جہاں وہ سرور میں زندگی گزار رہے ہیں۔

فَذَلِكَ مَا كُنَّا نَرْجَى وَنَرْتَجَى

لِحَمْزَةَ يَوْمِ الْحَشْرِ خَيْرَ مَصِيرٍ

ہم حشر کے دن حمزہ رضی اللہ عنہ کے لیے ایسے ہی بہترین ٹھکانے کی امید اور آرزو رکھتے ہیں۔

فَوَاللَّهِ لَا أَنْسَاكَ مَا هَبَّتِ الصَّبَا

بُكَاءٍ وَحُزْنًا، مُحْضَرِي وَمَسِيرِي

پس اللہ کی قسم میں آپ کو کبھی نہیں بھولوں گی جب تک باد صبا چلتی رہے گی اور میں

اپنے سفر و حضر میں حزن و بکاء میں رہوں گی۔

عَلَى أَسَدِ اللَّهِ الَّذِي كَانَ مَذْرَهَا  
يَذُودُ عَنِ الْإِسْلَامِ كُلَّ كُفُورٍ

اللہ کے اس شیر کا غم جو زبان اور ہاتھ سے قوم کی مدافعت کرنے والا اور ہر کافر سے اسلام کا دفاع کرنے والا تھا۔

(السيرة النبوية لابن هشام، ج 2، 167)

شاعر دربار رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت سیدنا حسان رضی اللہ عنہ بن ثابت کا

سید الشہداء کی بارگاہ میں خراج عقیدت

يَا حَمَزًا لَا وَاللَّهِ لَا  
أَنْسَاكَ مَا صَرَ اللَّقَائِحُ

اے حمزہ نہیں، بخدا! میں تجھے اس وقت تک نہیں بھولوں گا جب تک دودھ والی اونٹنیوں کو دودھ دوہنے کے لئے باندھا جاتا رہے گا۔

يَا فَارِسًا يَا مَذْرَهَا  
يَا حَمَزًا قَدْ كُنْتَ الْمُصَامِحُ

اے شہسوار! اے زبان اور ہاتھ سے قوم کی مدافعت کرنے والے، اے حمزہ تم ہی تھے جو ہم سے شدید دفاع کرنے والے تھے۔

ذَكَرْتَنِي أَسَدُ الرَّسُو  
لِ وَذَاكَ مَذْرَهُنَا الْمُنَافِحُ

(اے شاعر!) تو نے مجھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے شیر کی یاد دلادی اور وہ ہر وقت دفاع کرنے والے تھے۔

يَعْلُو ا لَقَمًا قِمَ جَهْرَةً  
سَبَطَ الْيَدَيْنِ أَغْرًا وَاضِحُ

آپ ڈنکے کی چوٹ پر بڑے بڑے سرداروں پر غالب آجاتے جبکہ آپ دونوں ہاتھوں سے سخاوت کرنے والے، کشادہ اور روشن چہرے والے تھے۔

يَا حَمَزٌ قَدْ أُوحِذَتْنِي  
كَالْعُودِ شَدَبَهُ الْكَوَافِحُ

اے حمزہ! تم نے مجھے اس لکڑی کی مانند اکیلا چھوڑ دیا ہے جس کی کاٹنے والوں نے شاخ تراشی کردی ہو۔

(الروض الانف جلد سوم ص 393 تا 395)

سید الشہداء کی شان میں حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے

خوبصورت اشعار

وَأَشْيَاعُ أَحْمَدَ إِذْ شَايَعُوا  
عَلَى الْحَقِّ النُّورِ وَالْمَنْهَجِ

اور احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب نے (کفار کو جواب دیا) جبکہ یہ سب روشن  
حق اور واضح راستہ کی پیروی کر رہے تھے۔

كَحَمْزَةٍ لَّمَّا وَفَى صَادِقًا  
بِذِي هَبَّةٍ صَارِمٍ سَلَجَجِ

جیسے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جب انہوں نے ہڈیوں کو کاٹ دینے والی تیز تلوار کے  
ساتھ وفاداری کو سچ کر دکھایا۔

فَلَأَقَاهُ عَبْدُ بَنِي نُوْفَلٍ  
يُبْرِزُ كَالْجَمَلِ الْأُدْعَجِ

تو بنی نوفل کا ایک غلام (وحشی) سیاہ اونٹ کی طرح بلبلاتا ہوا ان کے مقابل آگیا۔

فَأَوْجَرَهُ حَرْبَةً كَالشَّهَابِ  
تَلَهَّبَ فِي اللَّهَبِ الْمُوهَجِ

اس نے ایسے شعلہ آتش کی مثل ایک چھوٹا نیزہ آپ کے سینے میں گھونپ دیا جو بھڑکتی  
ہوئی آگ میں بھی بہت زیادہ مشتعل ہو رہا ہو۔

وَنُعْمَانُ أَوْفَىٰ بِمِثْقَالِهِ  
وَحَنَظْلَةُ الْخَيْرِ لَمْ يُحْنَجْ

اور حضرت نعمان نے بھی اپنا عہد پورا کر دکھایا اور بھلائی کرنے والے حنظلہ بھی نہ پھرے۔

عَنِ الْحَقِّ حَتَّىٰ غَدَتْ رُوحُهُ  
إِلَىٰ مَنْزِلٍ فَأَخْرَجَ الزُّبُرْجَ

وہ حق سے نہ پھرے یہاں تک کہ ان کی روح قابلِ فخر نقش و نگار والے گھر (جنت) میں پہنچ گئی۔

(الروض الانف ص 567، 568)

سید الشہداء کی شان میں حضرت سیدنا عبد اللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا  
نذرانہ عقیدت

بَكَتْ عَيْنِي وَحَقُّ لَهَا بُكَاهَا  
وَمَا يُغْنِي الْبُكَاءُ وَلَا الْعَوِيلُ

میری آنکھ رو پڑی اور رونا اس کا حق بنتا ہے لیکن رونے اور واویلا کرنے کا کوئی فائدہ نہیں۔



عَلَى اسَدِ الْإِلَهِ غَدَاةٌ قَالُوا  
أَحْمَزَةُ ذَاكُمْ الرَّجُلُ الْقَتِيلُ

(میری آنکھیں) شیر خدا پر اس روز (رو پڑیں) جب لوگوں نے کہا کیا یہ مقتول  
حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

أَصِيبَ الْمُسْلِمُونَ بِهِ جَمِيعًا  
هَنَّاكَ وَقَدْ أَصِيبَ بِهِ الرَّسُولُ

آپ کے قتل سے سب مسلمانوں کو تکلیف پہنچی اور خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ  
وسلم کو بھی تکلیف پہنچی۔

أَبَايَعُ عَلَى لَكَ الْأَزْكَانُ هُدَّتْ  
وَأَنْتَ الْمَاجِدُ الْبَرُّ الْوَصُولُ

اے ابویعلیٰ (حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی کنیت) آپ کے تمام اعضاء کاٹ دیے  
گئے حالانکہ آپ ایک شریف، نیک اور ہر ایک سے تعلق رکھنے والے آدمی تھے۔

عَلَيْكَ سَلَامُ رَبِّكَ فِي جَنَانِ  
مُخَالِطَهَا نَعِيمٌ لَا يَزُولُ

آپ پر آپ کے رب کی طرف سے ان جنتوں میں سلام پہنچے جن میں لازوال  
نعمتیں ملتی رہیں گی۔ (الروض الانف ص 612، 613)

احد سے لوٹتے ہوئے ہند بنت عتبہ کے اشعار

سیدنا امیر حمزہ رضی اللہ عنہ کے جسد اطہر کی بے حرمتی کرنے کے بعد ہند ایک بلند ٹیلے پر چڑھ گئی اور بلند آواز سے یہ شعر کہے:

نَحْنُ جَزَيْنَاكُمْ يَوْمَ بَدْرٍ  
وَالْحَرْبُ بَعْدَ الْحَرْبِ ذَاتُ سُعْرِ

(اے مسلمانو!) ہم نے یوم بدر کا بدلہ چکا دیا اور ایک جنگ کے بعد دوسری جنگ آگ کے شعلوں کی طرح بھڑکتی ہے۔

مَا كَانَ عَنْ عُتْبَةَ لِي مِنْ صَبْرٍ  
وَلَا أَخِي وَعَمِّهِ وَبَكْرِي

مجھے (اپنے باپ) عتبہ، اپنے بھائی (ولید بن عتبہ)، اس کے چچا (شیبہ بن ربیعہ) اور اپنے پہلے بیٹے (حظلمہ بن ابی سفیان) سے صبر نہیں آتا تھا۔

شَفِيتُ نَفْسِي وَقَضَيْتُ نَذْرِي  
شَفِيتُ وَخَشِي غَلِيلَ صَدْرِي

میں نے اپنا دل ٹھنڈا کر لیا اور اپنی نذر پور کر لی۔ اے وحشی تو نے میرے سینے کی جلن کو ٹھنڈا کر دیا ہے۔

فَشَكُرُ وَخَشِي عَلَى عُمَرِي  
حَتَّى تَرَمَّ أَغْظَمِي فِي قَبْرِي

پس مجھ پر ساری زندگی وحشی کا شکر یہ ادا کرنا لازم ہے یہاں تک کہ میری ہڈیاں میری قبر میں بوسیدہ ہو جائیں۔

ہند بنت اثاثر رضی اللہ عنہا کا ہند بنت عتبہ کو جواب

ہند بنت عتبہ کے اشعار کے جواب میں حضرت ہند بنت اثاثر رضی اللہ عنہا نے یہ اشعار کہے:

حَزِيَّتْ فِي بَدْرٍ وَبَعْدَ بَدْرٍ  
يَا بِنْتَ وَقَّاعٍ عَظِيمِ الْكُفْرِ

اے انتہائی گھٹیا اور پرلے درجے کے کافر کی بیٹی! تو بدر میں بھی رسوا ہوئی اور بدر کے بعد بھی۔

صَبَّحَكَ اللَّهُ غَدَاةَ الْفَجْرِ  
مَلَهَا شَمِيْنَ الطَّوَالِ الزُّهْرِ  
اللہ تعالیٰ علی الصبح دراز قد اور خوش اخلاق ہاشمیوں کو تیرے پاس لے آیا۔

بِكُلِّ قَطَّاعٍ حَسَامٍ يُفْرِى  
حَمَزَةً لَيْثِي وَعَلَى صَفْرَى

میرے شیر حضرت حمزہ اور میرے شاہین حضرت علی رضی اللہ عنہم ہر تیز کاٹنے والی تلوار کے ساتھ تمہارے سر قلم کر رہے تھے۔

(الروض الانفص: 473, 474)

# سید الشہد اکی بارگاہ میں مناقبِ اجمل



اے شیرِ نبی، شیرِ خدا، شاہِ شہیداں  
 رتبے ہیں تیرے سب سے جدا شاہِ شہیداں  
 سب مردِ مجاہد جسے دیتے ہیں سلامی  
 لاریب وہ جذبہ ہے تیرا شاہِ شہیداں  
 دو تیغ لیے ٹوٹ پڑے فوجِ عدو پر  
 کیا خوب ہے تیری یہ ادا شاہِ شہیداں  
 میدان میں وہ آپ کی شمشیر کے تیور  
 دیتے ہیں مقابل کو مٹا، شاہِ شہیداں  
 یہ خاص شرف آپ کے حصے میں ہے آیا  
 ہے آپ کو آقا نے کہا شاہِ شہیداں  
 غزوات میں آقا نے علمدار بنایا  
 پرچم تیرے ہاتھوں میں دیا شاہِ شہیداں  
 اللہ نے بخشا ہے تجھے حق شفاعت  
 راضی ہے بہت تجھ سے خدا شاہِ شہیداں

سرکارِ دو عالم کو یہ محبوب بہت ہے  
 ہے وردِ میرا نام تیرا شاہِ شہیداں  
 افکار پہ یوں ہے تیرے اذکار کا قبضہ  
 ہیں تجھ پہ دل و جانِ فدا شاہِ شہیداں  
 ایسا کبھی نذرانہ کوئی دے نہ سکے گا  
 جو دین کو تو نے ہے دیا شاہِ شہیداں  
 میرے لیے مشکل کوئی مشکل نہ رہی پھر  
 رو کے جو کبھی میں نے کہا شاہِ شہیداں  
 تا حشر میری نسلیں بھی مقروض ہیں تیری  
 ماں باپ میرا تیرا گدا شاہِ شہیداں  
 اے کاش کہ تا عمر کروں پیشِ سلامی  
 میں بھی تیرے دربار پہ یا شاہِ شہیداں  
 یہ آپ کی دہلیز پہ اجمل کی صدا ہے  
 کر دیں اسے دیدار عطا شاہِ شہیداں



جو ہاشمی سردار ہیں جو مَطَّعی ہی  
 وہ عَمِ نبی، عَمِ نبی، عَمِ نبی ہیں  
 وہ فاعِلِ خیرات ہیں وہ کاشفِ کربات  
 کس درجہ حسین آپ کے القاب سبھی ہیں  
 سرکار کا حمزہ سے قرابت کا ہے رشتہ  
 عالی حبیبی آپ ہیں عالی نسب ہیں  
 یہ ان کا مقدر ہے شرف ان کو ملا ہے  
 وہ پہلے علمدارِ رسولِ عربی ہیں  
 ہیں لب پہ میرے حیدر و حمزہ کے ترانے  
 یہ میرے وظیفے میرے اورادِ شعی ہیں  
 جو حضرت حمزہ کی نہیں ذات سے واصل  
 محروم ہیں، نادار ہیں وہ لوگ غبی ہیں  
 ہو جائیں گی پوری کبھی حسنین کے صدقے  
 جو خواہشیں اب تک دلِ اجمل میں دبی ہیں



ہے عظیم الشان ہستی دلبر سرکار کی  
میر شہرِ مصطفیٰ کی سید و سردار کی

کس قدر احسن ہے صورت، اور سیرت دیکھیے  
اس حبیبِ مصطفیٰ کی ہاشمی سردار کی

حضرت حمزہ کی ہے شانِ سخاوت بے مثال  
جھولیاں بھرتے ہیں ہر سائل کی ہر نادار کی

وہ دفاعِ شاہِ دیں کے واسطے ہیں سر بہ کف  
مصطفیٰ نے دی گواہی آپ کے کردار کی

خود مزین کر کے بھیجا ہے جنہیں محبوب نے  
کیا انوکھی شان دیکھی ہے حسین سالار کی



جس کو سن کر دل دہل جاتے ہیں سب کفار کے  
گونج ایسی ہے خدا کے شیر کی لکار کی

رات بزمِ عاشقاں میں ذکرِ حمزہ چھڑ گیا  
بارشیں پھر جم کے برسیں فیض کی انوار کی

اے حبیبِ مصطفیٰ تیری زیارت ہے شفا  
میری جانِ مضطرب، میرے دلِ بیمار کی

یہ عمل اجمل میری قسمت جگاتا ہی گیا  
میں ثنا کرتا رہا عم شہ ابرار کی



ہیں جانثاروں کی صف میں کتنے بلند و برتر امیر حمزہؓ  
بڑے جری ہیں بڑے قوی ہیں بڑے دلاور امیر حمزہؓ

یہ منفرد ہے مقام ان کا نبی کے دل میں قیام ان کا  
نبی کی مہر و وفا کا محور نبی کے دلبر امیر حمزہؓ

وہ منہ مقابل کا موڑتے تھے نبی کا دشمن نہ چھوڑتے تھے  
وہ جاں ہتھیلی پہ رکھ کے کرتے دفاع سرور امیر حمزہؓ

سچی ہیں ان سے صدارتیں بھی ملی ہیں ان کو امارتیں بھی  
امیر بطحا، امیر طیبہ، امیر لشکر امیر حمزہؓ

وہ جن سے رب کا رسول راضی، شہید اعظم، عظیم غازی  
رہا تھا غمگین جن کی خاطر دل پیمر امیر حمزہؓ

یوں مصطفیٰ نے تمہیں نوازا پڑھایا ستر دفعہ جنازہ  
کوئی نہ دیکھا زمانے بھر میں تمہارا ہمسر امیر حمزہؓ

ہیں شیر دونوں ہی کبریا کے، یہ لاڈ لے بھی ہیں مصطفیٰ کے  
شہِ امم کا ہیں زورِ بازو امیر حیدر امیر حمزہؓ

وہ کتنے اجمل پہ مہرباں ہیں سبھی پہ ان کے کرم عیاں ہیں  
نصیب سویا جگا رہے ہیں بلا کے در پر امیر حمزہؓ



وکھرے جگ توں شان امیر طیبہ دے  
 نہیں بھلدے احسان امیر طیبہ دے  
 شیر خدا دے شیر شہ لو لاک دے نے  
 رتبے عالی شان امیر طیبہ دے  
 دین دی خاطر جان فدا انج کیستی اے  
 چرچے ہر میدان امیر طیبہ دے  
 اللہ نے خوش ہو کے ناویں لائے نے  
 جنت دے ایوان امیر طیبہ دے  
 سینیاں دے وچ سن کے ٹھنڈ پے جاندی اے  
 ایسے نے فرمان امیر طیبہ دے  
 سو سو واری صدقے واری جاندے نے  
 میرا دل تے جان امیر طیبہ دے  
 اس در تے ہر حاجت پوری ہندی اے  
 جاری نے فیضان امیر طیبہ دے

میرے مال و جان تے میریاں نسلاں وی  
 قدماں توں قربان امیر طیبہ دے  
 ہر ویلے دل ایہو کردا رہندا اے  
 بن جانیئے مہمان امیر طیبہ دے  
 مہماناں نوں جنتی نعمتاں ملن گیاں  
 وچھ گئے دسترخوان امیر طیبہ دے  
 آکے اجمل پیش سلامی کردے نے  
 قدسی نے دربان امیر طیبہ دے



کوئی نہیں مثلِ نظیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 صورتِ بدرِ منیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 کوئی پچھ کے دیکھے سرورِ عالمِ نوں  
 کی تعظیمِ توقیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 سارے جگ توں شانِ تے شوکتِ وکھری اے  
 عبدِ اللہ دے ویرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 سن کے سینے پھٹ گئے سارے کافراں دے  
 جدِ گونجی تکبیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 رب رب کرنِ فرشتے دیکھ کے جرأتِ نوں  
 جدِ چلے شمشیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 جدِ پیغامِ شہادتِ سنیا یاراں نے  
 خبر گئی دلِ چیرِ امیرِ حمزہؑ دی  
 کلمے بہہ کے اکثرِ آقا روندے سی  
 یاد سی دامنِ گیرِ امیرِ حمزہؑ دی

محلاں والے اس چوکھٹ تے چاکر نے  
 نوکری کرن امیر امیر حمزہ دی  
 پیار اینہاں دا سب درداں دا دارو اے  
 چاہت ہے اکسیر امیر حمزہ دی  
 نکل کے اکھ چوں پیش سلامی کردے نے  
 حب رکھدے نے نیر امیر حمزہ دی  
 عاشقاں صادقان دے سینے وچ سجدی اے  
 نورانی تصویر امیر حمزہ دی  
 کالماں دے دل جس نے جکڑے ہوئے نے  
 ایسی زلف زنجیر امیر حمزہ دی  
 رب دے کولوں رو رو چاہت منگدے نے  
 سچے پیر فقیر امیر حمزہ دی  
 رب دے فضل تھیں اجمل جا کے ویکھاں گے  
 ہے جنت جاگیر امیر حمزہ دی



کی شان میں یار بیان کراں سرکار امیر حمزہؑ دا  
 طیبہ وچ سجیا ہو یا اے دربار امیر حمزہؑ دا  
 محبوب دی الفت وچ کیویں تن من دی بازی لائی اے  
 ونڈ دا اے چانن دنیا نوں کردار امیر حمزہؑ دا  
 ہر بدھ نوں جا کے تربت تے سرکار نے سانوں دسیا اے  
 کناں پیار ہے میرے دل اندر دلدار امیر حمزہؑ دا  
 سرکار دے پیارے چاچے دے توں پیار دے چرچے کریا کر  
 محشر وچ بخشیا جاوے گا حب دار امیر حمزہؑ دا  
 ناں لے کے سوہنے دلبر دا ٹھنڈ سینے وچ پے جاندی اے  
 جس ویلے وی میں ذکر کراں منٹھار امیر حمزہؑ دا  
 طیبہ وچ داخلے دے سارے بس فیصلے ایہو کر دے نے  
 کی شان میں یار بیان کراں سردار امیر حمزہؑ دا  
 لکھ عیداں نالوں ودھ ا جمل اوہ دن ساڈے لئی ہووے گا  
 جس دن وی سانوں ہووے گا دیدار امیر حمزہؑ دا





جس نام سے کفر بھی لرزاں ہے وہ نام امیر حمزہؓ کا  
ناموسِ نبی پہ کٹ جانا پیغامِ امیر حمزہؓ کا  
یوں تن من دھن قربان کیا سرکار کے پیارے چچانے  
مقروض ہے دیکھو صدیوں سے اسلامِ امیر حمزہؓ کا  
طیبہ میں امیرِ طیبہ کو اصحابِ سلامی دیتے ہیں  
دربار ہے سجتا طیبہ میں ہر شامِ امیر حمزہؓ کا  
اس نام کا صدقہ اس کی بھی توقیر میں دل سے کرتا ہوں  
گر مجھ کو کہیں بھی مل جائے ہم نامِ امیر حمزہؓ کا  
سرکارِ دو عالم کو ایسا ہے پیارِ جنابِ حمزہؓ سے  
سرکار کے دل کو بھاتا ہے ہر کامِ امیر حمزہؓ کا  
بے ساختہ میرے ہونٹوں پہ مدحت کے ترانے جاری ہیں  
میں نوکر ہوں میں خادم ہوں بے دامِ امیر حمزہؓ کا  
کوثر کے ساقی کا صدقہ دو جام ملے ہیں اجمل کو  
اک جامِ نجف کے والی سے اک جامِ امیر حمزہؓ کا



بے مثل ہیں اپنی شانوں میں ذیشان امیر حمزہؑ ہیں  
 اصحاب نبی کے سرور ہیں سلطان امیر حمزہؑ ہیں  
 اے والی طیبہ تیرا لہو اسلام کے رخ کا غازہ ہے  
 اسلام کے دامن میں تیرے احسان امیر حمزہؑ ہیں  
 تسکین دلوں کو ملتی ہے ہر غم کا مداوا ہوتا ہے  
 ہم جیسے درد کے ماروں کا درمان امیر حمزہؑ ہیں  
 تلوارِ امیر حمزہؑ سے دشمن کا کلیجہ چرتا ہے  
 غزوات میں جرأت و ہیبت کی پہچان امیر حمزہؑ ہیں  
 آقا نے نمازِ جنازہ بھی خود ستر بار پڑھائی ہے  
 خوش بخت زمانے میں ایسے انسان امیر حمزہؑ ہیں  
 سرکار کے دل کو بھاتے ہیں تذکار امیر حمزہؑ کے  
 سرکار کے دل کی راحت کا سامان امیر حمزہؑ ہیں  
 میدانِ احد کا اے اجمل ہر آن گواہی دیتا ہے  
 سرکار کی ذاتِ اقدس پر قربان امیر حمزہؑ ہیں



اونچی ہے شہیدوں میں سب سے دستار امیر حمزہؑ کی  
 دل چاہے جاں کو نذر کروں دلدار امیر حمزہؑ کی  
 اللہ کے شیر کی ہیبت سے دشمن پر لرزا طاری ہے  
 کفار کے دل دہلاتی ہے للکار امیر حمزہؑ کی  
 سرکار کے پیارے چچا کا کس شان سے گلشن مہکا ہے  
 جنت کو خوشبو دیتی ہے مہکار امیر حمزہؑ کی  
 گستاخِ نبی کے سر پہ یہ بجلی کی صورت گرتی ہے  
 دشمن کے ٹکڑے کرتی ہے تلوار امیر حمزہؑ کی  
 پاتے ہیں مرادیں سب دل کی سب جھولیاں بھر کے جاتے ہیں  
 عشاق پہ کرم نوازی ہے سرکار امیر حمزہؑ کی  
 اکثر یہ گھر میں بیٹھے بھی دربار میں حاضر ہوتے ہیں  
 جب خاص توجہ پاتے ہیں حیدار امیر حمزہؑ کی  
 ہیں آج بھی اجمل تخت نشین سردار وہ اہل بطحاء کے  
 ہے قائم آج بھی سرداری سردار امیر حمزہؑ کی

